

بِسْمِ رَبِّ الْحُسَيْنِ

الست

خاکِ پائے ماتم گسارانِ حسینِ مظلوم

میر احمد نوید

کرم یا فاطمۃ الزہراءؑ

خاص زہراً کا عطیہ ہے یہ پروازِ نوید
پر یہ آتی ہے بلندی پر کے جل جانے کے بعد

اللہ رہے نوید کی پرواز الامان
تکتے ہیں جبرئیلؑ بھی جس کی اڑان کو

کرم یا علیؑ

علیؑ نے میرے کا سے میں فقیری ڈال دی جس دم
نوید اُس دم مرے دل پر کھلا دستِ خدا کیا ہے

مستم	قلندرم	یم	حیدری
ہستم	علی	مرضی	بندہ
زندانم	تمام		پیشوائے
یزدانم	شیر	کوئے	کہ سگ
دانستم	نہ	علی	من بغیر
گفتم	ازل	از	علی اللہ

حضرت سخی لعل شہباز قلندر کبریا

دعا نگاہ

سخی لعل شہباز قلندر کبریا

اور

سید سخی باوا کریم صد حسین جلالی قلندری بخاری ہاشمی القرشی

اسی کرم نے مجھے مست کر دیا ہے نوید
کرم جو حال پہ میرے صد حسین کا ہے

انتساب

اپنے والد بزرگوار عابد شب زندہ دار

سید غلام الثقلین جعفری

اور

اپنی والدہ ماجدہ

سیدہ بیگم زیدی کے نام

ترتیب

۱۰	جسے میرے دل نے خدا کہا
۱۳	اُس کو ادراک نہیں پاسکتا
۱۵	دلیل سے پہلے
۷۱	درود
۲۰	وہ تو ہے، وہ میں ہوں
۲۳	محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
۲۵	محمد اور تنہائی
۳۶	خدا میں ”تو“
۳۸	حیرت ہے
۳۹	فاطمہؑ
۴۲	فاطمہؑ
۴۵	فاطمہؑ
۴۹	وہ فاطمہؑ ہے
۵۲	فاطمہؑ باپ کی ماں

۵۴	فاطمہؑ کا ہے
۵۶	دَرِ فاطمہؑ کا ہے
۵۸	وحدت ہے فاطمہؑ
۶۰	عمران کا قصیدہ ہے
۶۲	میں علیؑ کو خدا نہیں کہتا
۶۳	علیؑ
۶۵	علیؑ علیؑ کرنا
۶۷	تعمیرِ حسنؑ
۶۹	ہائے حسینؑ
۷۱	قیوم حسینؑ
۷۳	بے نیاز حسینؑ
۷۵	حسینؑ شافی حسینؑ کافی
۷۷	مگر حسینؑ ایک ہے
۸۰	لا الہ الا اللہ
۸۳	لم یلد ولم یولد
۸۶	نکتہٴ صدیٰ معنی حسینؑ
۸۸	بنائے الہ کہیں اس کو
۹۱	مصلے کو کر صفِ ماتم

۹۳	ترے ناز اٹھائے گا حسینؑ
۹۵	خدا حسینؑ کے ساتھ
۹۷	مقام محمود کی صدا ہے
۹۹	تسبیح
۱۰۲	جنتار ہے گا میرا دیا
۱۰۶	قیام حسینؑ
۱۰۸	جہان حسینؑ
۱۱۰	خدا دیا حسینؑ نے
۱۱۲	انتہائے خون حسینؑ
۱۱۴	ارادہ حسینؑ ہے
۱۱۵	ظاہر حسینؑ کا
۱۱۶	صدایا حسینؑ کی آئے
۱۱۸	تصور حسینؑ کا
۱۱۹	زمانہ ہے حسینؑ
۱۲۱	صدا حسینؑ
۱۲۲	زندگی کیا ہے
۱۲۶	جمال حسینؑ
۱۲۸	قبلتین

۱۲۹	حسینؑ لکھ دیا ہے
۱۳۰	تفصیل
۱۳۱	زیارت حسینؑ کی
۱۳۳	نہ کوئی مولا حسینؑ جیسا
۱۳۴	کر رہا ہے خدا حسینؑ حسین
۱۳۵	حاصل کن یا حسینؑ
۱۳۶	حسینؑ اور نماز
۱۴۲	نماز
۱۴۳	گریہ
۱۴۴	اسرار ہیں زین العباؑ
۱۴۶	رمز لا الہ کیا ہے
۱۴۸	روئے موسیٰ کاظمؑ
۱۵۰	وحدت اللہ غریب الغریباؑ
۱۵۵	حاضر امامؑ
۱۵۷	حاضر امامؑ کے حضور
۱۶۲	امام حجّتؑ
۱۶۴	برج کا خون
۱۶۶	سجدہ درزیبؑ کا

- ۱۶۹ دیا بن گئی زینبؓ
- ۱۷۱ کعبہ نظر آتا ہے
- ۱۷۳ عباسؓ
- ۱۷۵ آگئے غازی
- ۱۷۷ احسان خدیجہؓ کا
- ۱۸۲ خدا کا نام لیتے ہیں
- ۱۸۳ راہوارِ حسینؓ
- ۱۸۶ اے روح اللہ
- ۱۸۹ تمہید نظر آتا ہے
- ۱۹۰ سحر نہیں ہوتی
- ۱۹۳ رُخِ نو بہار ہے حاکم کا
- ۱۹۷ ماتمی
- ۲۰۱ یا حسینؓ
- ۲۰۴ نوحہ
- ۲۰۷ جوابِ نوحہ
- ۲۱۰ کر بلا ہو گئی تیار
- ۲۱۳ کر بلا ہو چکی ہے، کر بلا ہو رہی ہے، کر بلا ہوئی ہے

جسے میرے دل نے خدا کہا

نہ وہ حد میں ہے نہ عدد میں ہے
 نہ ازل میں ہے نہ ابد میں ہے
 نہ قبول میں نہ وہ رد میں ہے
 جسے میرے دل نے خدا کہا

نہ زماں میں ہے نہ مکاں میں ہے
 نہ نہاں میں ہے نہ عیاں میں ہے
 وہ نہیں میں ہے نہ وہ ہاں میں ہے
 جسے میرے دل نے خدا کہا

نہ وہ لا میں ہے نہ وہ شے میں ہے
 نہ وہ لے میں ہے نہ وہ نئے میں ہے
 وہ ”نہیں“ میں ہے نہ وہ ”ہے“ میں ہے
 جسے میرے دل نے خدا کہا

نہ وہ کیوں میں ہے نہ وہ کیا میں ہے
 نہ خلا میں ہے نہ ملا میں ہے
 نہ فنا میں ہے نہ بقا میں ہے
 جسے میرے دل نے خدا کہا

نہ عدم میں ہے نہ وجود میں
 نہ غیاب میں نہ شہود میں
 نہ وہ نیست میں نہ وہ بُود میں
 جسے میرے دل نے خدا کہا

نہ حدوث ہے نہ قدیم ہے
 نہ الف نہ لام نہ میم ہے
 نہ ہے منقسم نہ تقسیم ہے
 جسے میرے دل نے خدا کہا

نہ یرا ہے وہ نہ ورا ہے وہ
 نہ بہم ہے وہ نہ جدا ہے وہ
 نہ سکوت ہے نہ صدا ہے وہ
 جسے میرے دل نے خدا کہا

نہ مکاں ہے وہ نہ مکیں ہے وہ
 نہ فلک ہے وہ نہ زمیں ہے وہ
 تو سنو نہیں بھی نہیں ہے وہ
 جسے میرے دل نے خدا کہا

نہ خفی ہے وہ نہ جلی ہے وہ
 کہ ہر اک صفت سے بری ہے وہ
 تو سنو نوید وہی ہے وہ
 جسے میرے دل نے خدا کہا
 جسے میرے دل نے خدا کہا

اُس کو ادراک نہیں پاسکتا

اتنا	آخر	ہے	کہ	جیسے	اول
اتنا	اول	ہے	کہ	جیسے	آخر
اتنا	حاضر	ہے	کہ	جیسے	غائب
اتنا	غائب	ہے	کہ	جیسے	حاضر
اتنا	امکاں	ہے	کہ	جیسے	موجود
اتنا	موجود	ہے	کہ	جیسے	امکاں
اتنا	پنہاں	ہے	کہ	جیسے	پیدا
اتنا	پیدا	ہے	کہ	جیسے	پنہاں

اتنا	ممکن	ہے	کہ	جیسے	واجب
اتنا	واجب	ہے	کہ	جیسے	ممکن
اتنا	باطن	ہے	کہ	جیسے	ظاہر
اتنا	ظاہر	ہے	کہ	جیسے	باطن

وہ کسی حد میں نہیں آسکتا
اس کو ادراک نہیں پاسکتا

دلیل سے پہلے

نہ عدل ہے نہ ہے عادل عدیل سے پہلے
مثال جیسے نہیں ہے مثال سے پہلے

خدا جو کفر پہ بعد دلیل بھی نہ کھلا
خدا کو آگیا لے کر دلیل سے پہلے

خدا ہے کیا کہ خدا کا مقدمہ کیا ہے
گُھلے تو کیسے گواہ و وکیل سے پہلے

وہ کیا بغیر محمدؐ خدا کو دیکھیں گے
جو اصل دیکھ نہ پائے اصیل سے پہلے

شہودِ ذاتِ صفت کے وجود ہی سے کھلا
کہ تم جمال کو سمجھو جمیل سے پہلے

نویدِ ذاتِ خدا ہے دلیل میں مستور
نہ بعد میں ہے نہ ہے وہ دلیل سے پہلے

درود

ہے اسم ہائے الہی میں بند رازِ درود
جوازِ ذاتِ خداوند ہے جوازِ درود

قیامِ عشق، رکوعِ مکاں، سجودِ زماں
نہیں کچھ اور اگر ہے تو بس نمازِ درود

وہ آپ بھی ہے مصلے پہ کائنات کے ساتھ
خدا نے ایسی بچھائی ہے جانمازِ درود

وہ جس کی لے پہ مسلسل ہے ایک نغمہ کن
وہی تو دستِ خداوند میں ہے سازِ درود

جو سلسلہ متکبر سے ہے شکور تک
ہے کبریائی کے پردے میں یعنی نازِ درود

درود ہی سے خدا میں خدائی آئی ہے
خدا سے کر ذرا دریافت امتیازِ درود

دوامِ محوِ نظارہ کو چاہئے دائم
یہی کہ حسنِ خدا آئینہ طرازِ درود

ہے کس کو علم محمدؐ کے اور علیؑ کے سوا
یہ کون ہے پس پردہ فسوں سازِ درود

نوید اُسے درِ توبہ کے بند و باز سے کیا
گنہ سے دور ہی رہتا ہے پاکبازِ درود

وہ تو ہے، وہ میں ہوں

سینے میں جو اک درد سا ہوتا ہے وہ تو ہے
جو درد کی شدت سے بکھرتا ہے وہ میں ہوں

جو باغ کو شبنم سے بھگوتا ہے وہ تو ہے
جو گل کی طرح دھل کے نکھرتا ہے وہ میں ہوں

ہر شے میں جو آئینہ پروتا ہے وہ تو ہے
جو آئینہ خانوں میں سنورتا ہے وہ میں ہوں

جنگل کو جو خوشبو سے بھگوتا ہے وہ تو ہے
جنگل سے جو ہر شام گزرتا ہے وہ میں ہوں

داغوں کو میرے دل سے جو دھوتا ہے وہ تو ہے
داغوں کی تمنا میں جو مَرتا ہے وہ میں ہوں

مجھ دل کو جو رنگوں میں ڈبوتا ہے وہ تو ہے
جو ڈوب کے رنگوں میں ابھرتا ہے وہ میں ہوں

مٹی میں جو دریا کو ڈبوتا ہے وہ تو ہے
مٹی سے جو قطرہ سا نکھرتا ہے وہ میں ہوں

مجھ خاک میں اک تخم جو بوتا ہے وہ تو ہے
سایہ سا سر دہر جو کرتا ہے وہ میں ہوں

جو تھا، وہ جو ہونا ہے، جو ہوتا ہے، وہ تو ہے
ہونے کے دکھوں سے جو گزرتا ہے وہ میں ہوں

محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

ہیں اگر چہ محمدؐ آئینہ قرآن ہے
یعنی یہ قلبِ محمدؐ کی صدا قرآن ہے

اے خدا! ذاتِ محمدؐ ہے یہ قرآن کی جگہ
یا محمدؐ کی جگہ رکھا ہوا قرآن ہے

اے محمدؐ آپؐ سے جو ہو گیا سنت ہے وہ
اے محمدؐ آپؐ نے جو کہہ دیا قرآن ہے

اب جسے چاہے اسے توفیقِ اقراء دے خدا
ویسے تو ہر قلب پر لکھا ہوا قرآن ہے

ہے محمدؐ ناطق و صامت کی یکجائی کا نام
ان کا چپ رہنا کتاب اور بولنا قرآن ہے

اول و نا، اوسط و نا، آخر و نا، کل و نا
از محمدؐ تا محمدؐ رو نما قرآن ہے

بائے بسم اللہ کے نقطے میں ہے مستور کون
یعنی جس نقطے میں سب سمٹا ہوا قرآن ہے

قل سے تا اقراء قصیدہ ہے محمدؐ کا نوید
پوچھتے کیا ہو یہ تم مجھ سے کہ کیا قرآن ہے

محمدؐ اور تنہائی

بس کہ تنہائی سے ہوتا ہے محمدؐ کا ظہور
جس کا قامت حدِ امکان ہے اسی قد کا ظہور

جس کے ہونے سے چمک مہر میں اشیاء میں ہے رنگ
معدنِ حق کے اسی لعل و زبر جد کا ظہور

جس کی تنہائی سے یہ انجمن آباد ہوئی
جس کی تنہائی میں گم ساعتِ ایجاد ہوئی

پوچھے مندوبِ اللہ سے کوئی لا کی تنہائی
جس پہ گزری ہے یہاں کنجِ حرا کی تنہائی

چشمِ کب ہوگئی دلِ عشق کو معلوم نہیں
عشق تو جاں پہ سنبھالے تھا بلا کی تنہائی

نہ کوئی ہوش کا عالم تھا نہ مدہوشی تھی
چشمِ جب دل ہوئی اک راز کی خاموشی تھی

جس کی تنہائی سے پیدا سحر و شام ہوئے
 جس کی تنہائی سے سیارے سبک گام ہوئے

جس کی تنہائی کے شعلے میں کچھ ایسی تھی چمک
 سامنے آئے مہمہ و مہر تو وہ خام ہوئے

جس کے ہونے سے ادا گُل میں نوابلبل میں
 جس کے ہونے سے ہے رَوِ عالمِ جزو و کُل میں

جس کی تنہائی کا انجام نہ کوئی آغاز
جس کی تنہائی کا کھولا نہ گیا عقل سے راز

جس کی تنہائی انا اعقل کا ہے نعرہ مست
کیسے پہنچے گا بھلا اس کی حقیقت کو مجاز

جس کی تنہائی کو تنہائی نہیں پاسکتی
ڈوب جائے بھی تو کیا تہہ تو نہیں لاسکتی

جس کی تنہائی کا عالم وہ یم لا محدود
 اکِ سِرا جس کا عدم ایکِ سِرا جس کا وجود

اصل تنہائی کا اکِ نکتہ ہے جس کی تنہائی
 جس کی تنہائی میں گم شاہد و مشہود و شہود

جس کی تنہائی بے فصل کی کوئی نہیں حد
 اکِ سِرا جس کا ازل ایکِ سِرا جس کا ابد

جس کی تنہائی ہے ہنگامہ بزمِ امکان
جس کی تنہائی ہے یاں محرمِ صدِ رازِ نہاں

ایک مرکز پہ دل و ذہن کو لانے کے لئے
جس کی تنہائی نے دی ذات کے کعبے میں اذناں

جس کی تنہائی پہ یاں سورۃ کوثر اُترا
جیسا تھا حسنِ صدف ویسا ہی گوہر اُترا

جس کی تنہائی پہ تنہائی کا عالم ہے تمام
جس کی تنہائی بنی حامل وحی و الہام

دست بستہ رہا تنہائی میں جس کی سورج
جس کی تنہائی کے دربار میں حاضر رہی شام

جس کی تنہائی سے گردش میں زمیں ہے ہر دم
مہر کو جس جگہ ہونا تھا وہیں ہے ہر دم

جس نے جھیلی ہے اکیلے یہاں سب کی تنہائی
حرف کی نطق کی آواز کی لب کی تنہائی

جس کی تنہائی پہ بس ختم ہے تنہائی کا بار
جس کی تنہائی کے آگے تو ہے رب کی تنہائی

جس کی تنہائی کہ ہونے کی خبر سے گزری
شام سے جلتی ہوئی آئی سحر سے گزری

جس کی تنہائی کا عالم نہیں اشیاء سے عیاں
لالہ و گل سے نہ ہی وسعتِ صحرا سے عیاں

جس کی تنہائی ہے تنہائی در اندر تنہائی
نہ ہی قطرے سے عیاں ہے نہ ہی دریا سے عیاں

جس کی تنہائی ہے یاں چہرہ تنہائی غیب
کس سے اٹھتا ہے بھلا پردہ تنہائی غیب

جس کی تنہائی سے برہم ہوئی بزمِ اصنام
جس کی تنہائی بنی قاطعِ تیغِ اوہام

جس کے قدموں کی دھمک سے ہلے ایوانِ گھن
جس کی ٹھوکر سے گرا تاجِ سرِ گھنہ نظام

کارواں کے لئے جس نے رہِ نو تازہ کی
بجھ رہے تھے جو دیئے اُن کی بھی نو تازہ کی

مُردہ بکری سے جو دے دہر کے ہونے کی مثال
نفی در نفی ہے جس ذات کے اثبات کا حال

جس کی تنہائی نے دیکھی ہے وہ بے معنویت
لا بہ لا گزرا جو ہر منظرِ دنیا سے کمال

دہر بے معنی سے پیدا کئے معنی جس نے
بہر اثباتِ الہ پہلے کہا ”لا“ جس نے

خدا میں ”تو“

یہ خاص دن ہے مئے عام دے کے ٹال نہیں
ترے جواب سے باہر مرا سوال نہیں

گتھا ہے ایسے خدا تجھ میں اور خدا میں تو
جدا کہوں تو میں کیسے مری مجال نہیں

جو تو نہ ہوتا خدا جلوہ گر کہاں ہوتا
یہ ذات کا ہے صفت کا کوئی کمال نہیں

تری ثناء میں کروں کیا کہ میں خدا نہ علی
ترے مقام کو پہنچوں یہ میرا حال نہیں

کبھی خدا، کبھی بندہ، کبھی صفت، کبھی ذات
مرے گمان میں آئے تو وہ خیال نہیں

کیا ہے کس نے یہ فرقِ حدیث و آیت و قول
سوائے وحی ترا جب کوئی مقال نہیں

نوید نام میں لوں اُن کا اور خدا سے جدا
یہ میری تاب نہیں یہ مری مجال نہیں

حیرت ہے

یہ حیرت میں ہے آئینہ کہ آئینے میں حیرت ہے
جو اس وحدت میں کثرت ہے جو اس کثرت میں وحدت ہے

تجھے معراج پر حیرت ہے اے واعظ محمدؐ کی
مجھے ان کے زمیں پر آن کر رہنے پہ حیرت ہے

جب اللہ اور محمدؐ اور علیؑ تینوں ولی ٹھہرے
یہی جانیں تو جانیں بس کسے کس پر فضیلت ہے

یہ ترتیبِ زمانی ہے نہ ترتیبِ مکانی ہے
یہ پہلے بعد کی باتیں تو واعظ کی خباثت ہے

شہادت دونوں ولیوں کی ہے بس اللہ کو کافی
جو رٹ ہے اشہد انا کی واعظ کی خباثت ہے

فاطمہؑ

وہ فاطمہؑ ہے وہ تجسیمِ کبریائی ہے
صفتِ خدا کی جس ایک ذات میں سمائی ہے

وہی احد کی ہے واحد وہی تو فاطمہؑ ہے
خدا نے جس میں کہ وحدانیت چھپائی ہے

وہی ہے فاطرِ افلاک و فاطرِ ولارض
اسی کے صدقے میں آدمؑ نے روح پائی ہے

حیات اسی نے کی طبقات کے تئیں تقسیم
ہر ایک طبقے میں پھر زندگی بسائی ہے

اُسی نے خاک کی تہہ پر بچھایا ہے پانی
بچھا کے پانی پھر اُس نے ہوا اڑھائی ہے

وہی صداقتِ ہا ہے وہی صداقتِ ہو
اُسی نے نقطۂ با پر کشش بنائی ہے

اُسی کی شان میں ہے بابِ اِنَّا انزلنا
وہی شبوں میں شب قدر بن کے آئی ہے

اُسی کا اذن ہے اقراء اُسی کا اذن ہے قل
وہی تو آیتِ کبرا کی رونمائی ہے

زمیں پہ جس نے ولی و نبی اتارے تھے
خدا کی شکل میں اب خود اُتر کے آئی ہے

وہی تو مرکزِ تطہیرِ پنجابن ہے نوید
اُسی کی ذات میں عصمتِ سمٹ کے آئی ہے

فاطمہؑ

آج کے دن ہوا وہ نورِ ظہور جس سے خیر النساء کی ذات بنی
 آج کے دن صدائے کُن گونجی آج کے دن یہ کائنات بنی

آج پیدا ہوئے مظاہر سب کنزِ مخفی ہوا ہے ظاہر سب
 آج تک نورِ بے صفت تھی جو ذات آج مجموعہٴ صفات بنی

آج پیدا ہوا ہے ”میں“ سے ”تو“ آج پیدا ہوئے۔ یہ ہا اور ہو
 گونج اٹھا لا الہ الا ہو شکلِ آیاتِ بینات بنی

آج کے دن بنے یہ لوح و قلم آج کے دن بنے یہ کرسی و عرش
 آج وحدت کو مل گئی کثرتِ اک تجلی تجلیات بنی

آج تخلیقِ جبرئیل ہوئی آج تکمیل ہر دلیل ہوئی
 آج کا دن بہت مبارک ہے آج کے دن رہ نجات بنی

آج کے دن ہوا یہ کن فیہ کون آج کے دن بنے برون و درون
 آج کے دن بنے وجود و عدم آج یہ دن بنا یہ رات بنی

آج کے دن بنے زمین و زماں آج کے دن بنے مکین و مکاں
 آج کے دن وجود خلق ہوا آج کے دن ہی یہ حیات بنی

آج پیدا ہوئے یہ بحر و بر آج پیدا ہوئے یہ خشک و تر
 آج پیدا ہوئے یہ آب و غذا آج یہ صورتِ ثبات بنی

آج پیدا ہوئے فنا و بقا آج پیدا ہوئے سکوت و صدا
 آج شکل نمودِ صبح و مساء نورِ ظاہر کے ساتھ ساتھ بنی

آج پیدا ہوا یہ عالم امر آج پیدا ہوا یہ عالم روح
 آج یہ واجب و وجوب بنے آج یہ شکلِ ممکنات بنی

آج تخلیقِ علم کا دن ہے آج تخلیقِ عقل کا دن ہے
 آج کے دن یہی کہوں گا نوید آج کے دن خدا کی بات بنی

فاطمہؑ

جو پوچھیے کہ کیا ہے فاطمہؑ

کرم کی انتہاء ہے فاطمہؑ

حجابِ کبریائی ہے

کسی کو کب رسائی ہے

کہ پردہٴ خدا ہے فاطمہؑ

وہ قابلِ درود ہے وہ شاملِ درود ہے

وہ داخلِ درود ہے وہ کاملِ درود ہے

وہ حاملِ درود ہے وہ حاصلِ درود ہے

کہ مرکزِ کساء ہے فاطمہؑ

وہ منج شہود ہے شہود کا وجود ہے
 نزول ہے درود ہے خدا کا تار و پود ہے
 سلام ہے قیام ہے رکوع ہے سجود ہے
 کہ سجدہ خدا ہے فاطمہؑ

وہ قول ہے مقالہ ہے وہ معدن الرسالۃ ہے
 علیؑ کی ہم نوالہ ہے علیؑ کی ہم پیالہ ہے
 حسینؑ کا حوالہ ہے حسنؑ کو جس نے پالا ہے
 وہی تو باخدا ہے فاطمہؑ

وہ اولین نور ہے صفات کا ظہور ہے
 غیب کا حضور ہے خدا کا جو غرور ہے
 جو طاہرہ ہے طیبہ کہ رجز جس سے دور ہے
 وہ پاک سیدہ ہے فاطمہؑ

وہ جلوۂ غیب ہے وہ نور کی کتاب ہے
 خدا کا وہ حجاب ہے خدا کا وہ نقاب ہے
 کہ جز نبیؐ و جز علیؑ کہاں کسی کو تاب ہے
 خدا کا آئینہ ہے فاطمہؑ

جو پنجتن سمٹ گئے تو ایک ذات بن گئی
 وہ ایک ذات پھیل کر یہ کائنات بن گئی
 نبی کی بات بن گئی علی کی بات بن گئی
 پتا چلا کہ کیا ہے فاطمہؑ

رسالتیں، ولایتیں، امامتیں، ہدایتیں
 شرافتیں، نجابتیں، طہارتیں، شہادتیں
 عبادتیں، ریاضتیں، کرامتیں، صداقتیں
 انہی کا تو سرا ہے فاطمہؑ

وہ کنزِ مرسلین نوید، صحیفہٴ مبیں نوید
 ہے دین کی امیں نوید، دیا اسی نے دیں نوید
 کہوں گا بالیقین نوید، خدا تو وہ نہیں نوید
 خدا سے کب جدا ہے فاطمہؑ

وہ فاطمہؑ ہے

وہ فاطمہؑ ہے وہی آیتوں کی آیت ہے
وہ بالغہ ہے وہی حجّتوں کی حجت ہے

مقامِ نعمتِ نائم سے تابہ دستِ نعیم
وہ سیدہ ہے وہی نعمتوں کی نعمت ہے

مقامِ سردی سے تابہ عالمِ لاہوت
وہ قدسیہ ہے وہی جلوّوں کی جلوّت ہے

مقامِ بالا کی رفعت ہے تا مقامِ بلند
وہ طیبہ ہے وہی رحمتوں کی رحمت ہے

مقامِ گُن کے تحیّر سے تادمِ فیہ کون
وہ ضامنہ ہے وہی قدرتوں کی قدرت ہے

مقامِ طیب و طاہر سے تا مقامِ طہور
وہ طاہرہ ہے وہی عصمتوں کی عصمت ہے

مقامِ امرِ شفاعت سے تا بدستِ شفا
وہ عالمہ ہے وہی حکمتوں کی حکمت ہے

مقامِ چشمِ تحریر سے تا بہ حیرتِ دید
وہ کاملہ ہے وہی حیرتوں کی حیرت ہے

مقامِ حاضر و ناظر سے تا مقامِ حضور
وہ راضیہ ہے وہی غایتوں کی غایت ہے

مقامِ غیبتِ صغرا سے تا دمِ کبرا
وہ غیبیہ ہے وہی غیبتوں کی غیبت ہے

مقامِ قائم و دائم سے تا ہمیش و دوام
وہ قائم ہے وہی عظمتوں کی عظمت ہے

مقامِ نسبتِ تسلیم سے بہ حدِ رضا
وہ مرضیہ ہے وہی نسبتوں کی نسبت ہے

مقامِ کثرتِ جلوہ سے تادمِ وحدت
وہ ذاکیہ ہے وہی وحدتوں کی وحدت ہے

حضور اس کے دعا میری مستجاب نوید
وہ عاملہ ہے وہی نیتوں کی نیت ہے

فاطمہؑ باپ کی ماں

فاطمہؑ باپ کی ماں بن کے جو سرورؑ کو ملی
معنی کوثر کو رسالتؑ کہ پیمبر کو ملی

صدقہؑ فاطمہؑ و سیدہ و طاہرہ ہے
وہ فضیلت کہ جو تطہیر کی چادر کو ملی

وہ فصاحت وہ بلاغت ہے لسانِ زہراً
جو سلونی کی زباں میں لبِ حیدرؑ کو ملی

اپنی مرضی جو علیؑ نے شبِ ہجرت نیچی
فاطمہؑ اس کا صلہ تھی کہ جو حیدرؑ کو ملی

جس کا ظاہر ہے علیٰ فاطمہؑ ہے جس کا حجاب
یہی توحید ہے جو جلوۂ داور کو ملی

سجدہ اس در پہ ہے بس منزلِ سدرہ کا سفر
منزلت عرشِ خدا کی ہے جو اس در کو ملی

جس میں اللہ کا چہرہ نظر آتا ہے نوید
عشقِ حیدرؑ کی وہی مے مرے ساغر کو ملی

فاطمہؑ کا ہے

کیا مجھ سے پوچھتے ہو یہ تم کیا خدا کا ہے
جس سے خدا خدا ہے وہ سب فاطمہؑ کا ہے

کوئی نبی ہے کوئی ولی کوئی امام
صدقہ یہ تیری اوڑھنے والی کساء کا ہے

منبر نہ دیکھ دیکھ سلوئی کی پشت پر
پشتِ علیؑ پہ ہاتھ کہ جو سیدہ کا ہے

مانا کہ وہ علیؑ و محمدؐ کی ہے بنا
وہ راز بھی تو کھول جو تیری بنا کا ہے

زہرا کا ہاتھ تھامے ہوئے ہے علیؑ کا ہاتھ
یہ ہے مکہ جو زور یدِ لافتی کا ہے

اللہ کو نبی کو ولی کو امام کو
جو کچھ جسے ملا ہے دیا سیدہ کا ہے

اک پل میں جو شہود ہے اک پل میں جو وجود
وہ سردی نشان ترے نعلینِ پا کا ہے

پردہ بنا ہے جس کے لیے گریۂ علیؑ
وہ آہ سیدہ کی وہ غم سیدہ کا ہے

محفلِ قبولیت پہ ہے بس ہاتھ اٹھا نوید
یہ وقت داد کا تو نہیں ہے دعا کا ہے

دَرِ فاطمہؑ کا ہے

تاجِ کساء ہے جس پہ وہ سرِ فاطمہؑ کا ہے
کھلتا ہے لا مکاں میں جو درِ فاطمہؑ کا ہے

وہ معدنِ الرّسالہ ہے کنزِ ولایہ ہے
او بے خبرِ جہانِ خبرِ فاطمہؑ کا ہے

ہے عرش پر جو سرمد و لاہوت و لا مکاں
یعنی وہی زمین پہ گھرِ فاطمہؑ کا ہے

جس در کی نقل ہے درِ کعبہ حقیقتاً
وہ عالمِ خیال میں درِ فاطمہؑ کا ہے

وحدت ہے جس کا تخم تو کثرت ہیں برگ و گل
عصمت ہے جس کا پھل وہ شجر فاطمہؑ کا ہے

جلتے ہی جارہے ہیں سر لا مکاں چراغ
کہتی ہے یہ روش کہ گزر فاطمہؑ کا ہے

بس اک ہمیشگی ہے ہمیشہ سے تا ہمیش
اک جلوۂ دگر بہ دگر فاطمہؑ کا ہے

جس نے سہا خدا کی جگہ پر خدا کا دکھ
وہ دل ہے فاطمہؑ کا جگر فاطمہؑ کا ہے

جو خون رو رہی ہے مری آنکھ ہے نوید
رومال ہو رہا ہے جو تر فاطمہؑ کا ہے

وحدت ہے فاطمہؑ

کثرت میں جو نہاں ہے وہ وحدت ہے فاطمہؑ
جس جا خدا ہے وہم، حقیقت ہے فاطمہؑ

وہ لا وجود جس میں چھپا ہے ہر اک وجود
یعنی ہر اک شہود کی غیبت ہے فاطمہؑ

یعنی وہ جلوہ گر ہے پس پردہ علیؑ
یعنی علیؑ ہے علم تو حکمت ہے فاطمہؑ

ذات و صفت سے ہوتا ہے توحید کا ظہور
یعنی احد ہے وہ احدیت ہے فاطمہؑ

ہے اس میں اصلِ جوہرِ وحدت چھپا ہوا
یعنی خدا ہے آئینہ حیرت ہے فاطمہؑ

کیا ڈھونڈتے ہو ہے میں کہ ”ہے“ میں ”نہیں“ ہے وہ
گم ہے ”نہیں“ میں جو وہ حقیقت ہے فاطمہؑ

ہر رشتہ ہائے حجت و مجوج کی قسم
حجت کے واسطے ہے جو حجت ہے فاطمہؑ

طاہر کرے وہ چاہے جسے رجز کر کے دُور
وہ مستقیم راہِ طہارت ہے فاطمہؑ

یعنی خدا نہاں ہے اسی ذات میں نوید
جلوت ہے جو خدا کی وہ خلوت ہے فاطمہؑ

عمران کا قصیدہ ہے

امکانِ شہود اپنا یوں غیب سے ملتا ہے
اللہ کو سوچا ہے عمران کو دیکھا ہے

جو وجد میں لکھا ہے کیا جانئے وہ کیا ہے
ہے حمد خدا کی یا عمران کا قصیدہ ہے

رستا ہے کہ منزل ہے، منزل ہے کہ رستا ہے
اللہ کو ڈھونڈا ہے عمران کو پایا ہے

اللہ جو پنہاں ہے اللہ جو پیدا ہے
یہ اُس سے ہی ظاہر ہیں وہ ان سے ہویدا ہے

جب یہ ہیں حجاب اُس کا اور وہ ہے حجاب ان کا
پھر کون یہ سمجھے گا یہ کون ہیں وہ کیا ہے

میں علیؑ کو خدا نہیں کہتا

ہے رازِ ہو اسے سینے میں تھام کر رکھو
اگر ہو مستِ الستِ اس کو بر ملا نہ کہو
بس اس لئے میں علیؑ کو خدا نہیں کہتا
کہ خود علیؑ نے کہا ہے مجھے خدا نہ کہو

علیؑ

زیمیں زمیں زماں زماں مکاں مکاں گلی گلی
خدا کو ڈھونڈتا تھا میں کہ مل گئے مجھے علیؑ

صفت خفی کی ہے جلی ، جلی کی ذات ہے خفی
خدا ہے ذات علیؑ صفت خدا خفی علیؑ جلی

صفت سے آگے جائے کون کہ تابِ ذات لائے کون
علیؑ پہ آکے رُک گئی خدا کی بات جب چلی

جو یہ ملیں تو بندگی نہ مل سکیں تو کافری
نفس کا اکِ سرا خودی نفس کا اکِ سرا علیؑ

”نہیں“ میں ”ہے“ نہیں ہے کیا کہ ”ہے“ میں کیا ”نہیں“ نہیں
سو ”ہے“ سے پہلے ہے علیؑ ”نہیں“ سے پہلے ہے علیؑ

قلندری ملی مجھے ابو ذری ملی مجھے
علیٰ کی خاکِ پا نوید میں نے منہ پہ کیا مٹی

علیٰ علیٰ کرنا

گلی گلی ہمیں جانا علیٰ علیٰ کرنا
کہیں بھی کرنا ٹھکانہ علیٰ علیٰ کرنا

ہمیں اندھیرے سے کیا ہے کہ یہ رہے نہ رہے
ہمیں چراغ جلا نا علیٰ علیٰ کرنا

ہمیں غرض ہی نہیں ہے کوئی سُنے نہ سُنے
ہمیں تو سنکھ بجانا علیٰ علیٰ کرنا

نکل کے ماضی و فردا و حال سے باہر
بھلے ہو کوئی زمانہ علیٰ علیٰ کرنا

خوش آگیا ہے جہاں کو قلندرانہ مزاج
ہمارا وجد میں آنا علی علی کرنا

تعبیرِ حسن

خواب نے دیکھی ہے کچھ اس طرح تعبیرِ حسن
آگیا ہے خود مصور بن کے تصویرِ حسن

قطع کی جس نے زبانِ چرب ساماں کی دلیل
خامشی سمجھو تو جانو کیا ہے تقریرِ حسن

صلح نامہ جنگ کا یا فتح کا سرنامہ ہے
روزِ محشر ہی کھلے گا کیا تھی تحریرِ حسن

تجھ کو کیا معلوم اے ظالم درازِ اختیار
پاؤں میں تیرے بندھی ہے دیکھ زنجیرِ حسن

ہر قیامت ظلم کی قسمت تڑپنا ہے نوید
صلح کی فتراک میں ہے قیدِ نچیرِ حسن

ہائے حسینؑ

تیری دنیا سے اے خدائے حسینؑ
کچھ نہیں چاہئے سوائے حسینؑ

جانے کرنا تھا کیا بیاں مجھ کو
رہ گیا کہہ کے صرف ہائے حسینؑ

کس نے سمجھا ہے رازِ الا اللہ
کس کو معلوم ہے بنائے حسینؑ

کیوں نہ ہو مجھ کو تابِ نظارہ
میرا سرمہ ہے خاکِ پائے حسینؑ

کر رہا ہوں صلوةٴ عشق ادا
میرا کعبہ ہے کربلائے حسینؑ

نفس جس کو ہنکائے رکھتا ہے
وہ کہاں اور کہاں رضائے حسینؑ

نذرِ اللہ اور نیازِ علیؑ
دے رہا ہے صدا گدائے حسینؑ

ہے کسے کُن پہ اختیار نویدؑ
کس نے دیکھی ہے ابتدائے حسینؑ

قیوم حسینؑ

عشق کی حد نہ معلوم کا معلوم حسینؑ
عشق وہ راز ہے جس راز کا مکتوم حسینؑ

لوح محفوظ ہے یا عرشِ الہی ہے یہ دل
یہی کافی ہے کہ اس دل پہ ہے مرقوم حسینؑ

کیا کہوں کب سے ہے برپا فیہ کوں کی لے میں
بزمِ گُن میں تیرا ماتم مرے مظلوم حسینؑ

دل دھڑکتا ہے کہ بھتی ہے یہ نوبت تیری
تو وہ حاکم ہے یہ دل جس کا ہے محکوم حسینؑ

بے نیازی کو مرے عشق کی دے بے خطری
کر مجھے عشق پہ قائم مرے قیوم حسین

ذبح کرنے کے لئے حرص و ہوا کفر و شرک
ذبح ہونے کے لئے ایک ہی حلقوم حسین

بے نیاز حسینؑ

ہر اک پہ کیسے کھلے ہے خدا کا راز حسینؑ
مراد جس سے حقیقت ہے وہ مجاز حسینؑ

اس ایک سجدہ بنیادِ لا الہ کی قسم
خدا کی ساری خدائی کا ہے جواز حسینؑ

سما گیا قدِ توحید جس کے قامت میں
وہ قلزمِ خودی و قامتِ دراز حسینؑ

طواف جس کا کرے قبلہ حرم وہ حریم
جسے نماز کرے سجدہ وہ نماز حسینؑ

یہی کہ آئینہٴ انعکاسِ نورِ خدا
یہی کہ نورِ خدا کا ہے ارتکازِ حسینؑ

سوال پر ہوں خدا و نبیؐ جہاں خاموش
عطا کرے جسے جو چاہے بے نیازِ حسینؑ

وہ کبریائیِ معبود کا ہے کبرِ نویدؑ
کہ بے نیازیِ معبود کا ہے نازِ حسینؑ

حسینؑ شانی حسینؑ کافی

حسینؑ شانی حسینؑ کافی حسینؑ کا اسم ہر شفا ہے
حسینؑ ازل ہے حسینؑ ابد ہے وہ ابتداء ہے وہ انتہاء ہے

سمجھ کے واجب خدا بھی تجھ پر درود و تسبیح کر رہا ہے
حسینؑ تو نے جو کر کے سجدہٴ خدا، خدا کو بنا دیا ہے

بنا کے ابرو بنا کے پلکیں بنا کے چہرہ بنا کے آنکھیں
خدا نے خود کو ہے جس میں دیکھا حسینؑ ہی تو وہ آئینہ ہے

رسولؐ ناقہ مہار زلفیں سواری دیکھیں سوار دیکھیں
ریخ نبوت اُدھر ہی ہوگا حسینؑ تیری چدھر رضا ہے

کسی نے اس میں وجود دیکھا کسی نے اس میں شہود پایا
ترا جلایا ہوا دیا ہے جو اس سرائے میں جل رہا ہے

کلام کا یہ دوام سارا رکوع و سجدہ قیام سارا
نوید کا یہ نظام سارا حسین سرکار کی عطا ہے

مگر حسینؑ ایک ہے

سبھی شہید معتبر مگر حسینؑ ایک ہے
بلند ہیں سبھی کے سر مگر حسینؑ ایک ہے

ہیں سب کے سب حسینؑ تر ہیں سب کے سب مہ و قمر
سبھی ہیں مرکزِ نظر مگر حسینؑ ایک ہیں

کھلا ہوا ہر اک کا در ہر اک دعا ہر اک اثر
نخی ہے یوں تو گھر کا گھر مگر حسینؑ ایک ہے

ہیں حق نگاہ و حق نگر جری دلیر شیر نر
سبھی گرے ہیں موت پر مگر حسینؑ ایک ہیں

ہے کوئی علم کا نگر تو کوئی اس نگر کا در
ہے منتخب یہ گھر کا گھر مگر حسینؑ ایک ہے

لٹا نہیں ہے کس کا گھر کٹا نہیں ہے کس کا سر
سبھی ہیں خوں میں تر بہ تر مگر حسینؑ ایک ہے

سبھی ہیں حق سے باخبر سبھی ہیں دین کی سپر
سبھی ہیں اس محاذ پر مگر حسینؑ ایک ہے

سبھی یزید در بہ در ہوئے ہیں خاک سر بہ سر
لکھا ہے اب بھی عرش پر مگر حسینؑ ایک ہے

نوید سارے بحر و بر نوید سارے خشک و تر
یہ کہہ رہے ہیں نوحہ گر مگر حسینؑ ایک ہے

لا الہ الا اللہ

حسینؑ قلب ہے جاں لا الہ الا اللہ
 جہاں حسینؑ وہاں لا الہ الا اللہ

تیرے ہی ”لا“ نے کیا ہے ”الہ“ کو قائم
 تیری ”نہیں“ سے ہے ہاں لا الہ الا اللہ

وہ استغاثہ جو حرفِ اذان کی گونج میں ہے
 وہ ہے اذان کی اذان لا الہ الا اللہ

زبانِ خشک سے وہ نفسِ مطمئن کا خطاب
 اور اس پہ طرزِ بیاں لا الہ الا اللہ

کھلا ہوا ہے یہ پرچم کراں سے تابہ کراں
کراں سے تابہ کراں لا الہ الا اللہ

زبانِ خشک پہ ہر لمحہ ہے حسین حسین
اسی سے تر ہے زباں لا الہ الا اللہ

سنو کہ حلقِ بریدہ سے نفسِ قرآن نے
کہا بہ نوکِ سناں لا الہ الا اللہ

صدائے حلقِ بریدہ پہ دمِ ہمہ لبیک
ہجومِ نعرہ زناں لا الہ الا اللہ

ہوا کرے ہے جو بت گر سیاستِ ابلیس
 ہے ضربِ بُت شکنناں لا الہ الا اللہ

ہوئے زمان و مکاں عشقِ گریہ ناک میں غرق
 ہے سیلِ اشکِ رواں لا الہ الا اللہ

لکھا ہوا ہے پھریرے پہ جس کے نامِ حسین
 نوید ہے وہ نشاں لا الہ الا اللہ

لم یلد ولم یولد

حسینؑ ہے اَحِدٍ لم یلد ولم یولد

حسینؑ ہے صمِدٍ لم یلد ولم یولد

حسینؑ جلوہ نما لا سے تا بہ الا اللہ

حسینؑ ہے سِنِدٍ لم یلد ولم یولد

حسینؑ ہی ہے کُلِّ الا الہ الا اللہ

حسینؑ ہے سِنِدٍ لم یلد ولم یولد

حسینؑ ہے ازلِ کائناتِ کُن فیہ کون

حسینؑ ہے اِدٍ لم یلد ولم یولد

حسینؑ ہی سے تو ممکن ہوا شمارِ صفات
حسینؑ ہے عددِ لم یلد ولم یولد

حسینؑ نورِ فشاں ہے احد سے تا بہ صمد
حسینؑ ہے جسدِ لم یلد ولم یولد

حسینؑ ہی ہے وجود و عدم کا طول و عمود
حسینؑ ہے بلدِ لم یلد ولم یولد

حسینؑ خالقِ ہر نفسِ مطمئنہ ہے
حسینؑ ہے مدِ لم یلد ولم یولد

حسینؑ عصر کی کھائی ہوئی قسم کی قسم
حسینؑ تا بہ حدِ لم یلد ولم یولد

حسینؑ معرفتِ حق کی انتہاء ہے نوید
حسینؑ ہے خردِ لم یلد و لم یولد

نکتہ صد معنی حسینؑ

آئینہ گرد ہے کہ وہ حیرت کہاں سے لائے
اب ڈھونڈ کر حسینؑ سی صورت کہاں سے لائے

وہ جو لہو کا نقشِ بلاغت ہے خاک پر
اللہ! کوئی ایسی عبارت کہاں سے لائے

دل نے کہا حسینؑ الا اللہ کہہ دیا
اب اس سے بڑھ کے کوئی شہادت کہاں سے لائے

یہ آنکھ خواب میں بھی نہ کیوں بند ہی رہے
حسرت ہو لاکھ تابِ زیارت کہاں سے لائے

کھل جائے جس پہ نکتہٴ صد معنی حسین
وہ آنکھ تاب لانے کی ہمت کہاں سے لائے

گو چل رہا ہے مسترِ مدحت پہ تیز تیز
خامہ انیس جیسی فصاحت کہاں سے لائے

بنائے الہ کہیں اس کو

وہ بے نیامِ غضبِ سیفِ لا کہیں اُس کو
کہو کہو کہ بنائے الہ کہیں اُس کو

نبی دعائے براہیم سے ہیں افضلِ خلق
جو ہو نبی کی دُعا ہائے کیا کہیں اُس کو

لرز رہا ہے مثرہ پر جو ایک قطرہ اشک
کہو کہ شافعِ روزِ جزاء کہیں اُس کو

وہ ایک منظرِ تیغ و گلو و نیزہ و دل
جہاں بھی آئے نظر کر بلا کہیں اُس کو

کچھ اتنا سہل نہیں اس کے نقشِ پا پہ خرام
جو دل بدست ہوں وہ پیشوا کہیں اُس کو

وہ جانِ بُود و نبود و دلِ وجود و عدم
سکوتِ ہست میں شورِ بکا کہیں اُس کو

سما سکے نہ اُسے چشم و آئینہ کے حدود
وہ عشق ہے کہ وہ ہے حُسن کیا کہیں اُس کو

ہوا ہے جنبشِ مشرگاں چراغِ جنبشِ چشم
بجا کہو کہ جو دستِ رسا کہیں اُس کو

خدا گواہ کہ اس سے خدا نہیں مقصود
فنا شناس جو غیر از فنا کہیں اُس کو

ہزار خونیں کفن ہیں شہیدِ رنگِ رنگ
پر اپنے رنگ میں سب سے جدا کہیں اُس کو

ہے تیرگی کے مقابلِ ازل سے تابہ ابد
چراغِ نور کہ ردِ بلا کہیں اُس کو

وہ زرد روئے سحر سرخ روئے شامِ وصال
خدا کے عشق میں ہاں بتلا کہیں اُس کو

مصلے کو کر صفِ ماتم

زمانہ سجدہ شہہ میں خدا کے سجدے میں شہہ
وہ لا الہ کہیں پر تو یا حسین ہی کہہ

وہی ہے مالک و مختارِ مرضی داور
خدا سے جو تجھے کہنا ہے وہ حسین سے کہہ

نمازِ عشقِ مُصلے کو کر صفِ ماتم
جو یہ قیام نہیں ہے تو کر مُصلے تہہ

یہ قطرہ قطرہ مری چشمِ عشق سے نہ ٹپک
جو تو لہو ہے تو پھر شہِ رگِ گلو سے بہہ

صدا حسین کی آتی ہے کربلا سے نوید
کوئی ہو ظلم پہ چُپ تُو مگر نموش نہ رہ

ترے ناز اٹھائے گا حسینؑ

تو محمدؐ کے ترے ناز اٹھائے گا حسینؑ
تیری نعمت کا ہر احسان چکائے گا حسینؑ

میرے نانا کو اگر تو نے کہا ہے محبوب
رَبِّ اکبر! تجھے محبوب بنائے گا حسینؑ

تُو بھی ہمراہِ رضا بننے پہ ہوگا مجبور
تہہ خنجر تری قیمت وہ لگائے گا حسینؑ

تجھ سے مانگے گا ہر اک تیرا طلبگار مجھے
ایسے خود کو ترا مطلوب بنائے گا حسینؑ

تیری معراج کے لائق نہیں مقتل کا نشیب
بول! آئے گا اگر تجھ کو بلائے گا حسینؑ

خدا حسینؑ کے ساتھ

یہ کیا سوال کوئی تھا نہ تھا حسینؑ کے ساتھ
ہے جب بہ صورتِ زینبؑ خدا حسینؑ کے ساتھ

وہی زمان و مکاں سے نکل سکا ہے کہ جو
چلا حسینؑ کے ساتھ اور رُکا حسینؑ کے ساتھ

وہی گلا ہے جو کٹ کر بھی دے صدائے الست
وہی ہے سر جو ہوتن سے جدا حسینؑ کے ساتھ

یہ کربلا کا سفر ہے کہ عرش کا ہے سفر
چلے حسینؑ تو خالق چلا حسینؑ کے ساتھ

کہاں کے ماضی و فردا و حال کچھ بھی نہ تھا
مگر وہ ایک زمانہ جو تھا حسین کے ساتھ

بنا ہے خاکِ شفا ہو کے گردِ راہِ حسین
شہید، راہِ خدا بن گیا حسین کے ساتھ

خدا ہی بن گیا خود چہرہ حسین نوید
خدا ہی بن گیا خود آئینہ حسین کے ساتھ

مقامِ محمود کی صدا ہے

صدا جو ہل من کی آرہی ہے مقامِ محمود کی صدا ہے
یہ استغاثائے سردی ہے سنو! یہ معبود کی صدا ہے

مشاہدہ تو یہ کہہ رہا ہے شہود سے تو یہی ہے ظاہر
گلوئے شاہد سے آنے والی دراصل مشہود کی صدا ہے

یہ عصرِ عاشورِ کربلا ہے کہ تم کو مقتل بلا رہا ہے
صدا یہ معلوم کی صدا ہے سنو یہ موجود کی صدا ہے

ادا ہو مستی میں ایک سجدہ کہاں ہے تُو منتظر ہے جلوہ
یہ کربلا ہے مقامِ سدرہ حسینؑ مسجود کی صدا ہے

جسے یہ تلوار دیکھنا ہو خدا کا دیدار دیکھنا ہو
وہ آئے اپنے لہو میں ڈوبے یہ خون آلود کی صدا ہے

یہ قات تو سین کر بلا ہے بس ایک سجدے کا فاصلہ ہے
یہ سدرۃ المنتہیٰ سے ہر دم حسینؑ معبود کی صدا ہے

صدا پہ چُپ تو نہ رہ جواباً نوید لبیک کہہ جواباً
مقامِ محمود کی صدا ہے مقامِ محمود کی صدا ہے

تسبیح

کبریا حسینؑ مرتضیٰؑ حسینؑ مجتبیٰ حسینؑ مصطفیٰ حسینؑ
 اولیاء حسینؑ اوصیاء حسینؑ انبیاء حسینؑ معجزہ حسینؑ
 ہے بقاء حسینؑ ہے عطا حسینؑ ہے صلہ حسینؑ ہے جزاء حسینؑ
 جو کہا حسینؑ جو سنا حسینؑ جو لکھا حسینؑ جو پڑھا حسینؑ
 ابتداء حسینؑ انتہاء حسینؑ لا الہ حسینؑ کربلا حسینؑ
 گو بہ گو حسینؑ سو بہ سو حسینؑ، جو بہ جو حسینؑ رو بہ رو حسینؑ
 گفتگو حسینؑ آرزو حسینؑ جستجو حسینؑ میں کا تو حسینؑ
 حوصلہ حسینؑ نقش پا حسینؑ راستا حسینؑ رہنما حسینؑ
 راستی حسینؑ سادگی حسینؑ عاجزی حسینؑ تازگی حسینؑ
 آگہی حسینؑ روشنی حسینؑ زندگی حسینؑ بندگی حسینؑ
 قائمہ حسینؑ فیصلہ حسینؑ، نظریہ حسینؑ زاویہ حسینؑ
 آسماں حسینؑ سائبان حسینؑ کہکشاں حسینؑ گلستاں حسینؑ

ہے زماں حسینؑ ہے مکاں حسینؑ ہے نہاں حسینؑ ہے عیاں حسینؑ
 آئینہ حسینؑ رونما حسینؑ کاشعہ حسینؑ ظاہرہ حسینؑ
 ہے احد حسینؑ ہے صمد حسینؑ ہے ابد حسینؑ ہے عدد حسینؑ
 ہے مدد حسینؑ ہے سد حسینؑ ہے خرد حسینؑ ہے بلد حسینؑ
 منطقہ حسینؑ مرکزہ حسینؑ تذکرہ حسینؑ مرحبا حسینؑ
 حیرتیں حسینؑ حکمتیں حسینؑ جراتیں حسینؑ نسبتیں حسینؑ
 آیتیں حسینؑ سورتیں حسینؑ نعمتیں حسینؑ رحمتیں حسینؑ
 انما حسینؑ صل اتا حسینؑ کل کفا حسینؑ لافتا حسینؑ
 راہر حسینؑ چارہ گر حسینؑ حق نگر حسینؑ شیر نر حسینؑ
 دشت و در حسینؑ خشک و تر حسینؑ بحر و بر حسینؑ بال و پر حسینؑ
 ارتقاء حسینؑ منتہی حسینؑ شہنشاہ حسینؑ بادشاہ حسینؑ
 گن فکاں حسینؑ جاوداں حسینؑ آستاں حسینؑ رازداں حسینؑ

ہے نشان حسینؑ ہے ازاں حسینؑ ہے جہاں حسینؑ ہے اماں حسینؑ
 التجاء حسینؑ آسرا حسینؑ واسطہ حسینؑ سلسلہ حسینؑ
 ہے ادھر حسینؑ ہے ادھر حسینؑ خوں میں تر حسینؑ عرش پر حسینؑ
 باخبر حسینؑ بانظر حسینؑ بابصر حسینؑ بااثر حسینؑ
 سامعہ حسینؑ باصرہ حسینؑ ذائقہ حسینؑ شامہ حسینؑ
 جو ہے اب نوید جو ہے جب نوید جو ہے تب نوید جو ہے سب نوید
 زیر لب نوید روز و شب نوید ہے جو رب نوید ہے جو سب نوید
 جاگتا حسینؑ دیکھتا حسینؑ بولتا حسینؑ جانتا حسینؑ

جتا رہے گا میرا دیا

خنجر تلے یہ شہہ نے کہا میں حسینؑ ہوں
مرضی خدا کی میری رضا میں حسینؑ ہوں

سجدے میں اپنی روح کو پاتا ہوں میں سبک
او شمر! تیز بڑھ مری جانب نہ رک نہ رک
خنجر گلو پہ میرے چلا میں حسینؑ ہوں

کر دے جدا سرِ پسرِ نائِبِ رسولؐ
لے تو بھی کر کے دیکھ لے یہ کوششِ فضول
تجھ پر ابھی نہیں ہے گھلا میں حسینؑ ہوں

تجھ پر کھلے گا کون ہے شیرؑ بعدِ عصر
 پلٹے گا تیری سمت ترا تیر بعدِ عصر
 ہوگا وہی جو میں نے کہا میں حسینؑ ہوں

چاہوں ابھی سروں سے میں ٹکرا دوں آفتاب
 دریا مرے اشارے سے بن جائے سیلِ آب
 مٹھی میں بند کر لوں ہوا میں حسینؑ ہوں

ہونے سے میرے صبح ہے ہونے سے میرے شام
 بجھ جائیں گے جہان کے آتش کدے تمام
 جلتا رہے گا میرا دیا میں حسینؑ ہوں

یہ آج کا یزید ہے کیا کل کے سب یزید
 لے لے کے تیغِ ظلم بڑھیں جس قدر مزید
 مجھ کو نہ کر سکیں گے فنا میں حسین ہوں

سن لو کوئی بھی دور ہو میرا ہی ہے وہ دور
 سن لو کہ جیسے جیسے یہ گزرے گا وقت اور
 گونجے گی اور میری صدا میں حسین ہوں

یوں تو ہے ہر شہید شہید ہزار رنگ
 کل بھی رہے گی میری شہادت پہ عقل دنگ
 مجھ سا نہ ہوگا خونیں قبا میں حسین ہوں

جس نے نویدِ روند دیا تخت و تاجِ شام
شیر کی بہن ہے جو اُس پر مرا سلام
بعدِ حسینؑ جس نے کہا میں حسینؑ ہوں

قیامِ حسینؑ

لگا ہے دشت میں جو خیمہ قیامِ حسینؑ
ہے کون جس کے لیے ہے یہ اہتمامِ حسینؑ

دبک رہا ہے جو اُس منتقم کے سینے میں
تو کیا وہ زخم بھی بھر دے گا انتقامِ حسینؑ

بتا گئی ہے حقیقت عمل کی میتِ حرّ
کہ ایک لمحے میں پوشیدہ ہے دوامِ حسینؑ

یہ بڑھ رہے ہیں جو حرص و ہوا کے تیر لیے
انہیں خبر ہی نہیں صبر ہے حُسامِ حسینؑ

یہ راز فاش کرے جس پہ چاہے مالکِ زار
کہ ایک نقطے میں مستور ہے کلامِ حسینؑ

سلام بھیجتے ہیں سب حسینؑ پر لیکن
غلامِ حُر ہے ترے واسطے سلامِ حسینؑ

جہانِ حسینؑ

اُسے خبر ہے جسے مل گیا نشانِ حسینؑ
اسی مکاں میں ہے موجود لامکاںِ حسینؑ

اگر ملے تجھے توفیقِ حُر کی آنکھ سے دیکھ
اسی جہان کے پردے میں ہے جہانِ حسینؑ

اسی سبب ہی تو پیوست ہیں شہود و وجود
جھکا ہوا ہے زمیں پر جو آسمانِ حسینؑ

کلام کرتی ہے وہ دل سے دل کے لہجے میں
زبان کی کہاں محتاج ہے زبانِ حسینؑ

ہزار شور اٹھایا گیا بہ نامِ خدا
دبا سکیں نہ اذانیں مگر اذانِ حسینؑ

رواں دواں ہے صدا پر صدا لگاتا ہوا
ازل ابد کا تسلسل ہے کاروانِ حسینؑ

خدا دیا حسینؑ نے

بشر کو اپنی شکل میں خدا دیا حسینؑ نے
شہود کو وجود سے ملا دیا حسینؑ نے

ملا کے ”میں“ ملا کے ”تُو“ ملا کے بَون کا لہو
نمیرِ خاک کو شفا بنا دیا حسینؑ نے

ہوا وہ محرمِ خودی ہوا وہ مستِ بے خودی
جسے بھی جامِ سردی پلا دیا حسینؑ نے

یہ اولیا سے پوچھ لو یہ خود خدا سے پوچھ لو
خدا کو دے کے جاں خدا بنا دیا حسینؑ نے

ہزار بن گئے نخی ہزار بن گئے جلی
خزانہ جو الست میں لٹا دیا حسین نے

بچھے تو ہے بقا کی صبح جلے تو ہے فنا کی رات
جو کربلا کی رات کو دیا، دیا حسین نے

بڑھا کے ہر دیے کی لو چڑھا کے ہر دیے کی لو
دیے کی لو کو صُح سے ملا دیا حسین نے

بنا دیا نوید کو فقیر و سالک و مانگ
اور اُس کے دل کو کربلا بنا دیا حسین نے

انتہائے خونِ حسینؑ

وہی بتائے کہ جو ہے گدائے خونِ حسینؑ
بھرا ہے کس نے پیالہ سوائے خونِ حسینؑ

کوئی کلیم! کہ روشن ہے آگ کا خیمہ
یہ آرہی ہے مسلسل صدائے خونِ حسینؑ

جہاں ہیں چاک گریباں الست و یوم الدین
خدا کا ایک ہی نوحہ ہے ہائے خونِ حسینؑ

جو اس لہو کو بنائے الہ کہتے ہیں
وہ یہ بتائیں کہ کیا ہے بنائے خونِ حسینؑ

نقابِ سرخ ہے یہ کون رُخ پہ ڈالے ہوئے
خدا کا نور ہے یا ہے ضیائے خونِ حسین

وہ کون ہوگا مجھے دیکھنا ہے محشر میں
کسی کے تن پہ تو ہوگی قبائے خونِ حسین

ہے ابتدا کا کرشمہ بنائے الا للہ
کوئی بتاؤ مجھے انتہائے خونِ حسین

ارادہ حسینؑ ہے

پنہاں ہے جس میں حُسن وہ پیدا حسینؑ ہے
جو سَر میں عشق کے ہے وہ سودا حسینؑ ہے

یہ ہے ، وجود جس نے دیا ہے شہود کو
اللہ ہے جو لفظ تو معنی حسینؑ ہے

جس میں حضور و غیب ہیں گم ”لا“ سے تا ”الہ“
”ہے“ اور ”نہیں“ کے پیچ وہ نقطہ حسینؑ ہے

تجھ پر کھلے گا عالم ”کن“ سے گزر کے دیکھ
مکتوم ہے جو ”گن“ میں ارادہ حسینؑ ہے

اس راہ میں سوال سے پہلے ہے ترکِ سَر
کرنا سوال بنتا ہے پھر کیا حسینؑ ہے

ظاہر حسینؑ کا

ہے غیبِ غیبِ اصل میں حاضر حسینؑ کا
ظاہر کہاں ہے چھپنا ہے ظاہر حسینؑ کا

تو صیدِ ہست و نیست ہے اس قید سے نکل
کیا ڈھونڈتا ہے اول و آخر حسینؑ کا

قہار کو غرور ہے گر اپنے قہر پر
کرتا ہے ناز صبر پہ صابر حسینؑ کا

حد ہے کہ بے نیازی بھی رکھے نہ اپنے پاس
آئے عطا جو کرنے پہ ناصر حسینؑ کا

باطن خدا کا ہے وہ حقیقت میں اے نوید
جس کو سمجھ رہا ہے تو ظاہر حسینؑ کا

صدا یا حسینؑ کی آئے

عبادتوں سے صدا یا حسینؑ کی آئے
ریاضتوں سے صدا یا حسینؑ کی آئے

یہ جان لینا کہ اب دل میں بس گئے ہیں حسینؑ
جو دھڑکنوں سے صدا یا حسینؑ کی آئے

یہ جان لینا ہے خیر العمل تمہارا عمل
جو نیتوں سے صدا یا حسینؑ کی آئے

یہ جان لینا کہ ہو راہِ مستقیم پہ تم
جو جراتوں سے صدا یا حسینؑ کی آئے

یہ جان لینا کہ تم راہِ صدق پر ہو کہ جب
صدافتوں سے صدا یا حسینؑ کی آئے

یہ جان لینا میسر ہوا تمہیں دیدار
جو حیرتوں سے صدا یا حسینؑ کی آئے

یہ جان لینا کہ قرآن اتر گیا دل میں
جو قرأتوں سے صدا یا حسینؑ کی آئے

یہ جان لینا کہ ہے وقتِ انتقامِ نوید
جو ننجروں سے صدا یا حسینؑ کی آئے

تصویر حسینؑ کا

تصویر ہے خدا کی تصور حسین کا
حیرت کو آپ خود ہے تحیر حسین کا

چہرے کی آب و تاب ہو کیسے بیاں کہ جب
توحید کی چمک ہے لیے دُر حسین کا

صدیاں گزر گئیں نہ کھلا کر بلا کا راز
یہ راز گر کھلے تو کھلے حُر حسین کا

توحید کے خلا کو کیا پُر حسین نے
پر آج تک خلا نہ ہوا پُر حسین کا

پہلے بھی اور بعد میں بھی سُر لگے ہزار
لیکن کوئی لگا نہ سکا سُر حسین کا

زمانہ ہے حسینؑ

وقت کی حد سے پرے تیرا زمانہ ہے حسینؑ
لا مکاں سے بھی ادھر تیرا ٹھکانا ہے حسینؑ

کون ہے جس سے بر آمد ہوئی وحدت اے دل
کنز ہے، کان ہے، معدن ہے، خزانہ ہے حسینؑ

منعکس ہیں تیرے چہرے سے بہتر چہرے
کربلا کیا ہے ترا آئینہ خانہ ہے حسینؑ

میری تشکیل ہے کیا اور مری تکمیل ہے کیا
خود سے ملنا ہے حسینؑ اور تجھے پانا ہے حسینؑ

عشق کی راگزر پر ہمہ دم تیز قدم
جس کو دیکھا تری جانب ہی روانہ ہے حسینؑ

اور کیا تیرے فقیروں کی یہاں آب و غذا
پیاس ہی پینا ہے اور بھوک ہی کھانا ہے حسینؑ

صدا حسینؑ

خدا سے پوچھ ہے کیا اس کا کیا حسینؑ کا ہے
جو ہے الہ سے پہلے وہ ”لا“ حسینؑ کا ہے

بچی ہے جو تہہ نخبخ خدا کی ہے توحید
کٹا ہے جو تہہ نخبخ گلا حسینؑ کا ہے

بقا سے پوچھ کبھی اور فنا سے پوچھ کبھی
بچا خدا کا ہے کیا کیا لٹا حسینؑ کا ہے

کھلے تو کیسے یہ پیوستی شہود و وجود
خدا کا چہرہ ہے یا آئینہ حسینؑ کا ہے

اُسی کرم نے مجھے مست کر دیا ہے نوید
کرم جو حال پہ میرے صدا حسینؑ کا ہے

سیدنی باوا صد حسین جلالی قلندری بخاری ہاشمی القرشی

زندگی کیا ہے

چلو حسینؑ سے پوچھیں کہ زندگی کیا ہے
خدا ہے کون؟ خودی کیا ہے ، بے خودی کیا ہے

چلو حسینؑ سے پوچھیں کہ زندگی کیا ہے

ہیں کیا وجود و عدم اور کیا ہیں موت و حیات
کہیں تو کس کو تغیر کہیں تو کس کو ثبات
ہیں کیا فنا و بقا ہستی نیستی کیا ہے
چلو حسینؑ سے پوچھیں کہ زندگی کیا ہے

گھلیں گی کیسے زمان و مکاں کی زنجیریں
زمیں کے پیروں میں ہیں آسماں کی زنجیریں
ہے کیا بلندی پرواز بے پری کیا ہے
چلو حسینؑ سے پوچھیں کہ زندگی کیا ہے

قیام جس کا ہے در اصل ماورائے حیات
 جو سجدہ دیتا ہے سجدوں سے آدمی کو نجات
 چھپی ہے جس میں خدائی وہ بندگی کیا ہے
 چلو حسینؑ سے پوچھیں کہ زندگی کیا ہے

بشر کی عقل پہ اب تک ہوا نہ راز یہ فاش
 وہ آگہی بھی ہے کیا جس کی ہے بشر کو تلاش
 بشر کو ڈھونڈتی ہے جو وہ آگہی کیا ہے
 چلو حسینؑ سے پوچھیں کہ زندگی کیا ہے

ہر ایک شب کو دیا نیمہ اماں جس نے
 بھرا وجود سے لاہوت و لامکاں جس نے
 دیے نے بچھ کے جو کی ہے وہ روشنی کیا ہے
 چلو حسینؑ سے پوچھیں کہ زندگی کیا ہے

وہ درد کیا ہے جو خود ہی دوا میں ڈھل جائے
 وہ بھوک کیا ہے کہ جو بھوک ہی نکل جائے
 جو پیاس کو ہی بجھا دے وہ تشنگی کیا ہے
 چلو حسینؑ سے پوچھیں کہ زندگی کیا ہے

میں خود ہی موت کو جا لوں کے انتظار کروں
 یہ سوچتا ہوں کہ کیا راہ اختیار کروں
 ہے کیا حیات کا غم موت کی خوشی کیا ہے
 چلو حسینؑ سے پوچھیں کہ زندگی کیا ہے

خدا جو حرص و ہوا کو بنائے پھرتا ہے
 جو خود کو موت کی جانب ہنکائے پھرتا ہے
 غلام نفس کا ہے جو وہ آدمی کیا ہے
 چلو حسینؑ سے پوچھیں کہ زندگی کیا ہے

ہر ایک موڑ پہ ہوں جب سگانِ دیر و حرم
 کدھر نہ جائے کدھر جائے بندۂ آدم
 جو بے دروں کے لیے ہے وہ آشتی کیا ہے
 چلو حسینؑ سے پوچھیں کہ زندگی کیا ہے

خدا کی جس پہ ہے لعنت تو کیا وہ مردہ نہیں
 سلام جس پہ وہ بھیجے تو کیا وہ زندہ نہیں
 حیات و موت کا مفہومِ واقعی کیا ہے
 چلو حسینؑ سے پوچھیں کہ زندگی کیا ہے

کسے ہے اس کی خبر کون یہ بتائے گا
 ہیں کس میں تاب و جگر کون یہ بتائے گا
 نوید کون ہے؟ اور اُس کی شاعری کیا ہے
 چلو حسینؑ سے پوچھیں کہ زندگی کیا ہے

جمالِ حسینؑ

احد کی طرح سے ممکن نہیں مثالِ حسینؑ
خدا کا نُور بھی درِ اصل ہے جمالِ حسینؑ

شمار ایک کا لاحد و لا شمار ہے جب
حدِ خیال میں آئے گا کیا خیالِ حسینؑ

اٹھا لے سر پہ وہ تنہائی بارِ یکتائی
عطا کرے جسے کچھ اپنا حالِ حالِ حسینؑ

جو لا سے تا بہ الہ کا ہے درمیانِ حسینؑ
سوا حسینؑ کے پھر اور کیا مالِ حسینؑ

کیا ہے وحی قلندرؒ نے جو مرے دل پر
مرا صحیفہ نہیں کچھ بجز مقالِ حسینؑ

جو آرہی ہے دمام صدائے کن فیہ کون
حقیقتاً وہ قلندرؒ کی ہے دھمالِ حسینؑ

قبلتین

نوید قبلہ گہ قبلتین کو دیکھا
خدا کو دیکھا جو میں نے حسین کو دیکھا

اُسی کا جلوہ ہی جلوہ نما نظر آیا
جو مشرقین کو جو مغربین کو دیکھا

بنا کے آئہ جلوہ نمائی کی خاطر
خدا نے خود کو جو دیکھا حسین کو دیکھا

جب آنکھ بند کی مجھ کو خدا نظر آیا
جب آنکھ کھولی تو میں نے حسین کو دیکھا

خدا سے ملنے کی حسرت نہیں رہی دل میں
نگاہِ عشق نے ایسا حسین کو دیکھا

حسینؑ لکھ دیا ہے

ہر آن دل کے دھڑکنے کو چین لکھ دیا ہے
خدا نے دل پہ ہمارے حسینؑ لکھ دیا ہے

وہی قلم ہے وہی لوح ہے وہی تحریر
وہ مشرقین ہے وہ مغربین لکھ دیا ہے

جو دیکھا میں نے اُسے مالکِ رضائے خدا
خدا تھا لکھنا جہاں واں حسینؑ لکھ دیا ہے

نہ کچھ بڑھایا اُسے اور نہ گھٹایا اسے
خدا لکھا تو اُسے بین بین لکھ دیا ہے

خدا کو لکھنا تھا تفصیلِ کُن کا سرنامہ
سوینچے کُن لکھا اوپر حسینؑ لکھ دیا ہے

تفصیل

حسینؑ اپنی صفت میں خدا کی ہے تفصیل
یہ ہے الہ کی تفصیل ”لا“ کی ہے تفصیل

مگر یہ اُس کو خبر ہے جسے ملی ہے بقا
یہ تیرا عشق نہیں ہے فنا کی ہے تفصیل

ہے اِس سرے پہ خدا اور اس سرے پہ حسینؑ
یہ ابتدا کی ہے وہ انتہا کی ہے تفصیل

ہے اختصار میں یہ سیلِ گریہ سجاؤ
نہ پوچھ مجھ سے کہ کیا کر بلا کی ہے تفصیل

تری نگاہ نے ”میں“ کو بدل دیا ”تو“ سے
یہ اک نگاہ میں تیری عطا کی ہے تفصیل

زیارت حسینؑ کی

تھا آئینہ خدا کا کہ صورت حسینؑ کی
کثرت بھی دیکھتی رہی وحدت حسینؑ کی

اقراء ہے جس کا اذن اشارہ ہے جس کا قُل
اُس فاطمہ پہ اتری ہے آیت حسینؑ کی

جس طرح وصفِ ذاتِ خدا ہے حجاب میں
ظاہر ابھی ہوئی نہیں قدرت حسینؑ کی

تقسیم کر رہا ہے جہاں کو جو نعمتیں
ہے خاص اُس کے واسطے نعمت حسینؑ کی

جس کا سبب ہے موجبِ تزکیۂ نفوس
وہ علم وہ کتاب ہے حکمتِ حسین کی

خود کو بنا کے آئینہ عشقِ حسین میں
اللہ کر رہا ہے زیارتِ حسین کی

نہ کوئی مولا حسینؑ جیسا

کوئی نہیں تھا کوئی نہیں ہے کوئی نہ ہوگا حسینؑ جیسا
نہ کوئی آقا حسینؑ جیسا نہ کوئی مولا حسینؑ جیسا

یہ کہہ رہی ہے زمینِ کعبہ یہ کہہ رہی ہے جبینِ قبلہ
نہ کوئی کعبہ حسینؑ جیسا نہ کوئی قبلہ حسینؑ جیسا

یہ سب کے سب ہیں احد کا پرتو یہ سب کے سب ہیں صمد کا پرتو
کسی کی آنکھیں حسینؑ جیسی کسی کا چہرہ حسینؑ جیسا

قسم ہے والعصرِ کربلا کی قسم ہے معبودِ کبریا کی
نہ کوئی تنہا حسینؑ جیسا نہ کوئی یکتا حسینؑ جیسا

صدائے ہل من جو آ رہی ہے ازل ابد کو بتا رہی ہے
اذاں نہ کوئی حسینؑ جیسی نہ کوئی سجدہ حسینؑ جیسا

کر رہا ہے خدا حسینؑ حسینؑ

بند اپنی یہ رٹ کرو تو سنو
آ رہی ہے صدا حسینؑ حسینؑ

اللہ اللہ کر رہے ہو تم
کر رہا ہے خدا حسینؑ حسینؑ

حاصل کن یا حسین

دل کی دھڑکن کر سماعت نبض سے سُن یا حسین
مقصدِ گُن یا حسین اور حاصلِ گُن یا حسین

ایک نوحہ ایک گریہ ایک ماتم ایک غم
ایک ہے سُر ایک ہے لے ایک ہے دُھن یا حسین

حسینؑ اور نماز

حسینؑ	رب	کا	ہے	نورِ	پنجم
نماز	ہوتی		ہے	پنجگانہ	
نماز	میں	عجز	و	انکساری	
حسینؑ	کی	شان		فاتحانہ	
نماز	زیرِ	تجوید		احمد	
حسینؑ	کا	عزم		راکبانہ	
نماز	جھکنے	کا	ہے	طریقہ	
حسینؑ	اٹھنے	کا	ہے	بہانہ	
نماز	میں	اقتداء	ہے	واجب	
حسینؑ	کی	فکر		قائدانہ	

نماز کی شکر انتہا ہے
تو اس کا مشکور ہے زمانہ

نماز سجدے کی پستیوں میں
حسینؑ کا فعل رافغانہ

نماز ہے باریا عبادت
حسینؑ کا ذکر بے ریا ہے

تو اب بھی مجھ سے یہ پوچھتا ہے حسینؑ کیا ہے نماز کیا ہے

نماز ہے روشنی کی طالب
حسینؑ شمعیں بجھا رہا ہے

نماز لوگوں کو ہے بلاتی ہے
یہ دستِ بیعت اٹھا رہا ہے

نماز کثرت کو چاہتی ہے
 یہ شانِ وحدت دکھا رہا ہے
 نماز پیچھے ہے مصطفیٰ کے
 یہ دوش پر جگمگا رہا ہے
 نماز اٹھنے کی منتظر ہے
 حسینؑ اس کو جھکا رہا ہے
 نماز قبلے کو ڈھونڈتی ہے
 حسینؑ کعبہ بنا رہا ہے
 نماز ڈرتی رہی لہو سے
 یہ خوں کی مسند بچھا رہا ہے

نماز زندوں کا ہے وظیفہ
حسینؑ مرنا سکھارہا ہے

نماز ہے کبریا کی طالب
حسینؑ مطلوب کبریا ہے

تو اب بھی مجھ سے یہ پوچھتا ہے حسینؑ کیا ہے نماز کیا ہے

نماز کی ابتداء وضو ہے
تو اس کو پانی سے بے نیازی

نماز بندوں کی چارہ جوئی
حسینؑ کا کام کار سازی

نماز کی انتہا طہارت
حسینؑ شہکار پاکبازی

نماز کو سوز کی تمنا
حسینؑ کے ذکر میں گدازی

نماز رب کی رضا کی طالب
حسینؑ پر کبریا ہے راضی

نماز مٹی میں سرنگونی
حسینؑ کی شان سرفرازی

نماز محراب کا وظیفہ
حسینؑ میدان کا ہے غازی

نماز کا وقت مختصر ہے
 حسینؑ کے کام میں درازی

نماز کشتی نجات کی ہے
 حسینؑ کشتی کا ناخدا ہے

تو اب بھی مجھ سے یہ پوچھتا ہے حسینؑ کیا ہے نماز کیا ہے

نماز

گریہ روح سے عاری ہو تو کسرت ہے نماز
منکر و فحش کے ہو ساتھ تو عادت ہے نماز

شرک ہوتی ہے جو ہو فوجِ یزیدی میں ادا
لشکرِ شہہ میں ادا ہو تو شہادت ہے نماز

عصرِ عاشور یہ دو طرح پڑھی جاتی ہے
اک گلا کاٹتی ہے اک گلا کٹواتی ہے

گریہ

گوشہ چشم سے نکلے تو ہے یہ اشک شعور
وسط سے چشم کی ٹپکے تو موڈت کا وفور

اشک گر چشم کے بالائی سرے سے اُڈے
اشکِ غم ہے نہ اٹھا پائے جسے دامنِ طور

بس وہ اک چشم جسے عشق و شعور و غم ہے
گُن کی مختار ہے وہ گُن کی وہی محرم ہے

اسرار ہیں زین العبا

منکشف جب تک نہ ہوں اسرار ہیں زین العبا
عبد میں معبود کا اظہار ہیں زین العبا

کیسی زنجیریں کہاں کا طوق کیا زنداں کی قید
اختیارِ گن کے جب مختار ہیں زین العبا

تو کسے زنجیر پہنانے چلا ہے بے خبر
جانتا ہے وقت کی رفتار ہیں زین العبا

صبر کی طاقت کا اندازہ تجھے ہو جائے گا
ظلم تیرے سامنے اس بار ہیں زین العبا

جو نہ نکلی نیام سے کرب و بلا کے دشت میں
صبر کے لشکر کی وہ تلوار ہیں زین العبا

جس پہ درباری اذانیں بھی نہ غالب آسکیں
ناتوانی میں بھی وہ گفتار ہیں زین العبا

جانے کیا گزری ہے ان پر شام کے بازار میں
خود ہی نوحہ خود ہی ماتھار ہیں زین العبا

ہیں مسیحا کے خدا اس راز کو سب سے نوید
راز رکھنے کے لئے بیمار ہیں زین العبا

رمز لا الہ کیا ہے

بتا اے گریہ عابد کہ رمز لا الہ کیا ہے
سرِ شہید کیا ہے اور زینب کی ردا کیا ہے

ردا لٹنے سے لے کر حرفِ اللہ بچنے تک
علیٰ جانے لٹا کیا ہے خدا جانے بچا کیا ہے

جواب ان کا حسین ابن علیٰ میں مل گیا مجھ کو
ازل کیا ہے ابد کیا ہے خودی کیا ہے خدا کیا ہے

خدا کو کر دیا جس کے کرم نے لائق سجدہ
ہے رب جس کا ہیں ہم اس کے ہمارا پوچھنا کیا ہے

کبھی کانوں میں تیرے گر نہ ہل من کی صدا آئی
تو پھر اے سننے والے یہ بتا تو نے سنا کیا ہے

جو گریہ بن گیا وہ غم ہے کیا اے گریہِ عابدؑ
جو دھڑکن بن گئی دل کی وہ ماتم کی صدا کیا ہے

علیٰ نے میرے کاسے میں فقری ڈال دی جس دم
نوید اُس دم مرے دل پر کھلا دستِ خدا کیا ہے

روئے موسیٰ کاظمؑ

زمیں پہ شکلِ خدا روئے موسیٰ کاظمؑ
رخ نوید بھی ہے سوئے موسیٰ کاظمؑ

کھلا تو فرطِ مسرت سے ہو گیا سب سُرُخ
گلاب کو جو ملی بوئے موسیٰ کاظمؑ

زماں انہی کا ارادہ مکاں انہی کا امر
یہ گُن ہے جنبشِ ابروئے موسیٰ کاظمؑ

طوافِ کعبہ کے مانند ہے طوافِ حرم
ہے صحنِ عرشِ خدا گُوئے موسیٰ کاظمؑ

وہی تو عرش پہ ہے حوضِ کوثر و تسنیم
ہے فرش پر جو رواں جوئے موسیٰ کاظم

اُنہی کے در سے ہوا صدقہٴ رِضاً جاری
پنائے جود و سخا جوئے موسیٰ کاظم

قیامِ موسیٰ کاظم ہے گر قیامِ علی
قیامِ سیدہ بانوئے موسیٰ کاظم

کسی نے برسرِ محفلِ گلاب چھڑکا ہے
کہ آ رہی ہے یہ خوشبوئے موسیٰ کاظم

وحدت اللہ غریب الغرباً

آیت اللہ غریب الغرباً
 حجت اللہ معین الضعفا
 تیری ٹھوکر میں فنا ہے تری ٹھوکر میں بقا
 ہیں بندھے جنبش ابرو سے تری قدر و قضا
 قدرت اللہ غریب الغرباً
 حجت اللہ معین الضعفا

دستِ تو دستِ عطا دستِ سخا دستِ شفا
دستِ تو دستِ ولی دستِ نبی دستِ حُدا
بیعت اللہ غریب الغریبا
حجت اللہ معین الضعفا

تو سرِ دہر دلیل و سندِ الا اللہ
تیرا پرچم ہے گھلا تا بہ حدِ الا اللہ
رایت اللہ غریب الغریبا
حجت اللہ معین الضعفا

اے کہ ظلماتِ الانور و یا شمسِ شمس
 اے کہ نفسوں کے انیس اے کہ شہِ ارضِ طوس
 وحدت اللہ غریب الغربا
 حجت اللہ معین الضعفا

اے کہ غیض و غضب و رعب و جلالی و جلال
 چشمِ موسیٰ ہے ترے در پہ سواہی جلال
 ہیت اللہ غریب الغربا
 حجت اللہ معین الضعفا

دے کے امت کو دوا درد لیا اپنے لئے
 رزق امت کو دیا زہر چٹا اپنے لئے
 نعمت اللہ غریب الغربا
 حجت اللہ معین الضعفا

حاجیوں کا حرمِ کعبہ میں جاری ہے طواف
 بیکسوں کا حرمِ روضہ میں جاری ہے طواف
 کعبۃ اللہ غریب الغربا
 حجت اللہ معین الضعفا

پُرسہ دینے تیرے جد کا تجھے آیا ہے نوید
آنسوؤں کے سوا کچھ بھی نہیں لایا ہے نوید
رحمت اللہ غریب الغربا
حجت اللہ معین الضعفا

حاضر امام

ڈھونڈ شہہ رگ سے بھی قریں ہوں گے
میرے مولاً یہیں کہیں ہوں گے

یہ بھی کیا سوچنا کہ ہوں گے کہاں
جہاں ہوگا خدا وہیں ہوں گے

لا زمانی میں ہوں گے جلوہ گر
لا مکانی میں ہی مکین ہوں گے

وہ نظر آئیں گے ”نہیں“ میں ”ہے“
”ہے“ میں دیکھو گے تو ”نہیں“ ہوں گے

آپ جب بھی کبھی کریں گے ظہور
مسندِ گن کے شہہ نشیں ہوں گے

خلق اللہ العقل کے معقول
خلق العلم کے امیں ہوں گے

لا سکوں تاب تو کہوں کچھ میں
کیا کہوں کس قدر حسین ہوں گے

ہاں وہی نورِ اولیں ہیں نوید
ہاں وہی نقشِ آخریں ہوں گے

حاضر امام کے حضور

نہیں بنتی جو وہ صورت ہوں زمانے کے امام
میں خود اپنے لئے عبرت ہوں زمانے کے امام

شرمساری بھی جسے دیکھ کے شرماتی ہے
اُس گنہگار کی خفت ہوں زمانے کے امام

ٹھوکروں میں سحر و شام پڑا ہوں جس کی
میں ہی وہ پائے حقارت ہوں زمانے کے امام

ہائے اُس خاکِ ندامت سے میں کس طرح اٹھوں
میں خجالت ہی خجالت ہوں زمانے کے امام

نام اب اپنا انھی ناموں سے یاد آتا ہے
 عار ہوں ننگ ہوں تہمت ہوں زمانے کے امام

جس سے سَرمارتا ہوں جس سے جبیں پھوڑتا ہوں
 میں ہی وہ سنگِ ملامت ہوں زمانے کے امام

کیسی عزت کا طلبگار تھا میں غرقِ سراب
 کیسی ذلت کی علامت ہوں زمانے کے امام

جو نہ پہچان سکوں ہوں وہ خود اپنی صورت
 جو بگڑ جائے وہ رنگت ہوں زمانے کے امام

تب گھلا پڑگئی جب خود مرے منہ پر مری خاک
میں خود اپنے لئے لعنت ہوں زمانے کے امائم

رونا آتا ہے نہ اب خود پہ ہنسی آتی ہے
بے بسی کی میں وہ حالت ہوں زمانے کے امائم

کیسا بے صرفہ مگر صرف ہوا جاتا ہوں
جبکہ معلوم ہے مہلت ہوں زمانے کے امائم

اپنے بازار کی میں جنسِ سبک مایہ ہوں
یعنی گرتی ہوئی قیمت ہوں زمانے کے امائم

چاٹ جاتا ہے لطافت جو ہر آئینے کی
میں ہی وہ زنگِ کثافت ہوں زمانے کے امائم

ہائے کس منہ سے موڈت کا بنوں دعویدار
میں خود اپنے لئے نفرت ہوں زمانے کے امائم

سوچتا ہوں کہ اس عجلت کو سمیٹوں کیسے
خود بکھیری ہوئی فرصت ہوں زمانے کے امائم

جس کے زخموں کے لئے آگہی مرہم نہ ہوئی
میں ہی وہ کشتہٴ غفلت ہوں زمانے کے امائم

خوابِ بے خوابیِ ہستی ہوں سرِ بسترِ خواب
بے یقینی کی عبادت ہوں زمانے کے امام

جس کے ہنگام سے کھو بیٹھا ہوں میں تابِ سوال
میں ہی وہ شورِ قیامت ہوں زمانے کے امام

امامِ حجت

ہے حمد جس کی محمد یہی وہ حجت ہے
علیٰ ہے جس کا قصیدہ یہی وہ آیت ہے

یہی ہے عُزح سے جو انتقامِ فاطمہؑ ہے
جلالِ قہر ہے جس کا یہ وہ جلالت ہے

غیب اس کا خدا و نبی و ولی و امام
حضور اس کا دلیلِ وجودِ عصمت ہے

ظہور اس کا ہے قہار و منتقم کا ظہور
جسے سمجھتے ہو غیبتِ دراصل مہلت ہے

ہے گیارہ حجّتوں کو انتظار بارہویں کا
کہ آنے والے تری منتظر قیامت ہے

دلیل جس کی کہ ہے نص قاطع البرہان
جدا کتاب ہے جس کی جدا شریعت ہے

نوید بارہیوں سے لی ہمیشہ میں نے داد
جو داد گیارہ نے دی آج وہ تو نعمت ہے

بَرَح کا خون

اُسے جلال میں لانے کو خون ہے درکار
برائے خون خرد کو جنون ہے درکار

بھرا نہیں ہے ابھی کیا پیالہ غیبت
تجھے اے پشیم غضب کتنا خون ہے درکار

ہے اس میں غیبت صغرا و غیبت کبرا
یہ راز وہ ہے کہ جس کو دُرون ہے درکار

ہے جو ولایت و توحید ، امامت و عصمت
ترے فسوں میں سب کا فسوں ہے درکار

بجا کہ نفسِ ذکیہ کا ہے وہ خون نوید
وہ جس ظہور کو برّح کا خون ہے درکار

سجدہ در زینبؑ کا

گل میری عبادت ہے سجدہ در زینبؑ کا
یعنی ہے یہ سجدہ بھی صدقہ در زینبؑ کا

حسرت لئے سجدے کی میں یونہی پھرا کرتا
ملتا نہ اگر مجھ کو کعبہ در زینبؑ کا

کم عقل زمانے نے فضہ کو نہیں سمجھا
کیا عقل میں آئے گا رتبہ در زینبؑ کا

صدقہ علی اکبرؑ کا جاری ہے یہ کہتا ہے
ہر صبح اذان ہوتے کھلنا در زینبؑ کا

پڑتی ہی نہیں مجھ پر یہ دُھوپ زمانے کی
پڑتا ہے جو یہ مجھ پر سایہ درِ زینبؑ کا

پرچم مرے غازی کا پہچان ہے اس درِ کی
پرچم کا پھیرا ہے پردہ درِ زینبؑ کا

جاروب کشی کر کے پلکوں سے ذرا دیکھو
سورج نظر آتا ہے ذرہ درِ زینبؑ کا

ہوں ماتمی میرا تو قبلہ ہے درِ زینبؑ
شیر کا روضہ ہے قبلہ درِ زینبؑ کا

جیسے کہ مسافر کو سایہ کہیں مل جائے
ایسے ہی لگا مجھ کو ملنا درِ زینب کا

ہاں اب بھی دہن میں ہے وہ ذائقہ مٹی کا
ہاں اب بھی جبیں میں ہے سجدہ درِ زینب کا

رکھ آیا نوید آنکھیں دہلیز پہ زینب کی
دینا تھا اُسے کچھ تو صدقہ درِ زینب کا

دیا بن گئی زینبؓ

مقتل سے جو نکلی تو دیا بن گئی زینبؓ
 زینبؓ نہ رہی کرب و بلا بن گئی زینبؓ

گو عصر تلک تھی وہ لہو کی طرح خاموش
 گونجی تو بہتر کی صدا بن گئی زینبؓ

جس دن سے مرا کرب و بلا بن گیا کعبہ
 قبلے کی قسم قبلہ نما بن گئی زینبؓ

ہر لمحہ کہے جس کو حسینؑ اپنا ارادہ
 میرے لئے وہ رازِ خدا بن گئی زینبؓ

توحید کھلے سر تھی ردا اپنی لٹا کر
اسلام ترے سر کی ردا بن گئی زینبؑ

ڈھانے کے لئے سطوتِ دربارِ اُمیہ
عباسؑ کے پرچم کی ہوا بن گئی زینبؑ

جس نے کہیں ماتم کے لئے ہاتھ اٹھائے
اُس کے لئے خود دستِ دُعا بن گئی زینبؑ

جس دن سے نوید اُس نے بچھائی صفِ ماتم
اُس دن سے شفاعت کی بنا بن گئی زینبؑ

کعبہ نظر آتا ہے

آنکھوں سے جو غازی کا روضہ نظر آتا ہے
دل سے جو اسے دیکھو کعبہ نظر آتا ہے

یہ رزق علیؑ کا ہے میں مانتا ہوں لیکن
پانی مجھے غازیؑ کا صدقہ نظر آتا ہے

پردے میں وفا کے وہ معبود وفا کا ہے
وہ کیسے نظر آئے پردہ نظر آتا ہے

معلوم کی حد سے بھی آگے ہے وہ نامعلوم
معلوم میں وہ مجھ کو قبلہ نظر آتا ہے

مسجود ملائک ہے وہ بابِ حوائج ہے
دیکھو تو جہیں رکھ کر سجدہ نظر آتا ہے

پر کس نے اُسے دیکھا شیر کی آنکھوں سے
یہ سب کو جو پیاسوں کا سقا نظر آتا ہے

جب خشک وہ ہوتا ہے بن جاتا ہے لب میرے
جب آنکھ سے بہتا ہے دریا نظر آتا ہے

پانی نے نوید اُس کو پیاسوں کا خدا مانا
پانی ہے کہ یہ اُس کا چہرہ نظر آتا ہے

عبائے

غلامِ شاہ ہے آقا مقام ہے عبائے
ہے وقت جس کا گدا وہ دوام ہے عبائے

ہے یا حسین اقیم الصلوٰۃ کا مطلب
سنو رکوع و سجود و قیام ہے عبائے

یہ راز کھل نہیں سکتا کسی پہ جز شب خیز
حسین صبح ہے جس کی وہ شام ہے عبائے

امام ہوتا ہے جس طرح سے خدا کی دلیل
اسی طرح سے دلیل امام ہے عبائے

سمٹ کے آگئے جس میں علیؑ کے صبر و جلال
علیؑ کے ناموں میں پہلا وہ نام ہے عباسؑ

نہیں نہیں یہ نہیں تیغِ انتقامِ حسینؑ
امامِ عصرؑ کے پہلو میں نیام ہے عباسؑ

سو چاہئے اُسے قبضہ بھی شاہِ دیں سا نوید
کہ ذوالفقار کے جوہر کا نام ہے عباسؑ

آگئے غازی

کہا حسینؑ تصور میں آگئے غازی
علم اُٹھایا تو منظر پہ چھا گئے غازی

علم کی بات نہیں تھی فقط خدا کی قسم
علیٰ کی بات تھی وہ جو بنا گئے غازی

پھر اس کے بعد نہ چاہی کسی نے سیرابی
وہ پیاس تشنہ لبوں کو پلا گئے غازی

تھی ایک خواب خدا و خودی کی یکجائی
سو بن کے خواب کی تعبیر آگئے غازی

کسی کو جب کسی مظلوم نے پکارا کہیں
تو سب سے پہلے مدد کرنے آگئے غازی

نوید میں نے جو پوچھا ہے کیا حقیقتِ راز
جواب میں مجھے مجھ سے ملا گئے غازی

احسانِ خدیجہؑ کا

پڑھتا ہے قصیدہ یہ سبحانِ خدیجہؑ کا
ہے شکر بجا لاتا یزداں خدیجہؑ کا

اس گوشہٴ دامن کے سائے میں رسالت ہے
سائے میں ولایت ہے سائے میں امامت ہے
یہ سایہ ہے وہ سایہ جس سائے میں عصمت ہے
تظہیر کی چادر ہے دامانِ خدیجہؑ کا

پیروں پہ کھڑے ہونا قدرت نے جہاں سیکھا
کثرت میں عیاں ہونا وحدت نے جہاں سیکھا
ہونٹوں سے ادا ہونا آیت نے جہاں سیکھا
وہ عرشِ الہی ہے دالانِ خدیجہؑ کا

خدمت میں رسالتؐ کی جبرئیلؑ سے پہلے ہیں
 شرکت میں رسالتؐ کی جبرئیلؑ سے پہلے ہیں
 خلوت میں رسالتؐ کی جبرئیلؑ سے پہلے ہیں
 قرآن نظر آتا ہے عنوانِ خدیجہؑ کا

یکسوئی حرا کی سب مرہونِ خدیجہؑ ہے
 اللہ بھی اس حد پر ممنونِ خدیجہؑ ہے
 جو دیں کی رگوں میں ہے وہ خونِ خدیجہؑ ہے
 دل بن کے دھڑکتا ہے احسانِ خدیجہؑ کا

بنتے ہیں نبیؐ جس سے وہ بات خدیجہؓ ہے
 دن جس سے نکلتا ہے وہ رات خدیجہؓ ہے
 تھا ما ہے جو عصمت نے وہ ہاتھ خدیجہؓ ہے
 عصمت کا اثاثہ ہے نروان خدیجہؓ ہے

بعثت میں رسالتؐ کی یہ پہلی گواہی تھی
 تقویمِ نبوت کی یہ پہلی گواہی تھی
 اللہ کی وحدت کی یہ پہلی گواہی تھی
 جو بن گیا کلمہ تھا اعلانِ خدیجہؓ کا

ترویج میں اُس دیں کی حکمت تھی خدیجہؓ کی
 تھا کام رسالت کا محنت تھی خدیجہؓ کی
 جنگوں میں جو کام آئی دولت تھی خدیجہؓ کی
 یہ فتح میں کیا ہے اک دان خدیجہؓ کا

عصمت کا تعارف ہے پہچان ہے عصمت کی
 ہے جانِ نبیؐ عصمت یہ جان ہے عصمت کی
 عصمت ہے رسالت کی یہ کان ہے عصمت کی
 عصمت ہی میں کھلتا ہے امکان خدیجہؓ کا

جب دین ہوا کامل اعلان ہوا نعمت کا
 کاندھے پہ رسالت کے تھا وزن ولایت کا
 اور وہ جو اٹھائے تھا سب وزن رسالت کا
 میدان میں تھا وہ خم کے پالان خدیجہ کا

مل جائے نوید آخر کچھ خاک جو اس در کی
 وہ خاک جو محشر میں زینت ہو مرے سر کی
 آجاؤں نگاہوں میں میں شافع محشر کی
 خدمت میں مجھے لے لے دربان خدیجہ کا

خدا کا نام لیتے ہیں

یہ چودہ امر سے اپنے جو کن کا کام لیتے ہیں
یہی کرتے ہیں سب کچھ اور خدا کا نام لیتے ہیں

علیٰ ہیں بے کا نقطہ بائے بسمہ اللہ سے پہلے
سو بسم اللہ سے پہلے علیٰ کا نام لیتے ہیں

جو ان کے در پہ ٹھوکر مار کر آتے ہیں دنیا کو
جو دنیا کے نہیں رہتے یہ اُن سے کام لیتے ہیں

جو اک جُرعے میں میخانے کا میخانہ پلاتا ہے
یہ تشنہ لب اسی ساقی سے بڑھ کر جام لیتے ہیں

ہم ایسے کتنے ہی شاعر قصیدہ جب بھی کہتے ہیں
در مولا سے ایک اک حرف کا انعام لیتے ہیں

راہوارِ حسینؑ

ملتا نہیں قرار کہیں راہوار کو
وہ ڈھونڈتا ہے آج بھی اپنے سوار کو

اپنے سوار کی طرح تو بھی غریب ہے
شہہ رگ سے تو حسینؑ کی اتنا قریب ہے
محسوس تو بھی کرتا ہے خنجر کی دھار کو

وہ نزع میں بھی ساتھ ہے دمساز کی طرح
اُس کا وجود آج بھی ہے راز کی طرح
سمجھو گے کیا حسینؑ کے اس راز دار کو

خالی جو تو ہے آج بھی اے پُشتِ راہوار
ہے منتظر کے آئے گا تجھ پر ترا سوار
مہدیؑ سے کوئی پوچھے ترے انتظار کو

کرتا ہوں تیرے حسن سے اندازہ سوار
اُس کا جلال ہے تیری ہیبت سے آشکار
دیکھوں تجھے تو سوچوں میں تیرے سوار کو

آتا ہے خیمہ گاہ سے مقتل کو ذوالجناح
مقتل سے پھر پلٹتا ہے وہ سُوئے خیمہ گاہ
کیا دے رہا ہے گردشیں لیل و نہار کو

کلغی سے تیری ڈھالا ہے قدرت نے آفتاب
نکلا ہے نال سے تیری واللہ ماہتاب
تارہ کیا سموں کے ترے ہر شرار کو

اے ذوالجناح گن پہ تجھے اختیار ہے
تو مالکِ مشیت پروردگار ہے
پایا تری شبیہ میں ہر اختیار کو

نازل ہوا ہے جب سے زمیں پر ہے سوگوار
غیبت ہو یا حضور ہو ہے ایک حالِ زار
دیکھا ہے اشک بار ہی اس اشکبار کو

ہے منتظر نگاہ میں لے لے نوید کو
ہے بے اماں پناہ میں لے لے نوید کو
پھیلا دے اس غریب تک اپنے حصار کو

اے روح اللہ

اے رب عیسیٰؑ اے روح اللہ اے غیبت کبریٰ کے ہمراز
اے ختم دعا آمین کے راز آدست دُعا ہیں کب سے دراز

اے باطنِ اول کے ظاہر پردے سے غیب کے ہو حاضر
اے نورِ حقیقت کے پر تو آ منظرِ سجدہ ہے مجاز

مہدیؑ کی صدائے گریہ میں شامل ہے ترے گریے کی صدا
غیبت میں حجتِ آخر کی تنہائی کے تنہا دم ساز

اب دل کو صبر نہیں آتا اب ظلم نہیں دیکھا جاتا
اب کھینچ سہرے کو اپنے طرف کرنے والے رسی کے دراز

آ حرص و ہوا کے سینے میں پیوست کر اپنی تیغ کا پھل
ہے وقتِ قصاصِ کرب و بلا کر ظلم کے بدلے کا آغاز

بے تاب نگاہیں جلوے کو بے چین جبینیں سجدے کو
اے مقتدی مولا مہدی ہے وقتِ ازاں ہے وقتِ نماز

جو لوحِ ازل میں لکھا ہے جب اُس بدلے کا دن آئے
ہم تیرے حواری ہیں آقا ہم کو بھی دے لینا آواز

جو وجہِ خلقتِ آدم ہے وہ عالم قائم ہونا ہے
پردے میں جہانِ نو ہے ترے آئینہ طراز و آئینہ ساز

نذرانہ جاں لایا ہے نوید خدمت میں تری آیا ہے نوید
کچھ اس پر اپنی حقیقت کھول اے رازِ حسینؑ کے غماز

تمہید نظر آتا ہے

صبحِ عاشور کی تمہید نظر آتا ہے
چہرہٴ حڑا ہے کہ خورشید نظر آتا ہے

شہہٴ نے اک حڑا کے لئے کرب و بلا کی تیار
دید کو یوں بھی پس دید نظر آتا ہے

سحر نہیں ہوتی

جو حڑ نہ آتے تو اُس شب سحر نہیں ہوتی
کوئی بھی ہوتی یہ صورت مگر نہیں ہوتی

بس ایک حڑ نے دھڑکنا سکھا دیا ورنہ
کسی کو پہلو میں دل کی خبر نہیں ہوتی

جو کربلا کے افق پر نہ آتا خادرِ حڑ
تو شب ٹھہر گئی ہوتی بسر نہیں ہوتی

نبیؐ حریص، علیکم ہیں کب سمجھتے ہم
جو حڑ پہ شہہ کے کرم کی نظر نہیں ہوتی

شبِ گناہ کے جاگے کو کیسے نیند آتی
جو حُرّ پہ اک نگہِ در گزر نہیں ہوتی

برائے حُرّ جو نہ مہلت خدا سے مانگتے شاہ
زمینِ محورِ اجسام پر نہیں ہوتی

قسم خدا کی اگر ایک حُرّ نہ رکھتے لاج
بشر کی شکل میں شکلِ بشر نہیں ہوتی

جو زخمِ سینے کا میرے نہ کھاتا سینہ حُرّ
کوئی دُعا بھی مری چارہ گر نہیں ہوتی

کہاں پہ رکھتا کہو حڑا کو عمر بھر کا عمل
جو لمحے بھر کی یہ نیت اگر نہیں ہوتی

نوید حڑا میں سمٹ کر یہ ساری کرب و بلا
زیادہ حڑا سے تو اب مختصر نہیں ہوتی

رُخِ نو بہار ہے حُر کا

خودی کے زخم سے سینہ فگار ہے حُر کا
خدائے درد کوئی راز دار ہے حُر کا ؟

چراغ چھوڑ رہی ہے ادھر چراغ کی لو
ادھر فلک پہ ہے جھل مل ستارہ سحری
شبِ سیہ سے نمودار ہو رہی ہے سحر
خبر سے مل کے گلے رو رہی ہے بے خبری
روانہ جانبِ شہہ راہوار ہے حُر کا

ہوا کے دوش پہ حُر آ رہے ہیں سوئے حسین
ابھر رہا ہے ادھر آفتابِ عاشورہ
سحر ہوئی کہ ہوا حُر کا انتظار تمام
لگا رہا ہے جو زر آفتابِ عاشورہ
شفق ہے یہ کہ رُخِ نو بہار ہے حُر کا

حر آگئے سوئے شہ بن کے صبحِ مہلتِ شب
 جو ایک حُر کا خلا تھا ہوا وہ حُر سے ہی پُر
 نہیں ہے کرب و بلا جیسے بعدِ کرب و بلا
 ہیں حُر سے پہلے بھی حُر اور حُر کے بعد بھی حُر
 اُحد کی طرح عدد میں شمار ہے حُر کا

گئے تھے ڈھونڈنے خود کو تہہِ تحیرِ ذات
 جو ابھرے اپنی خبر ساتھ لے کے آئے ہیں
 کٹی ہے رات تو سورج تراشنے میں کٹی
 اب آئے ہیں تو سحر ساتھ لے کے آئے ہیں
 خدا ہی جانے کے کیا اختیار ہے حُر کا

ہے کون مرکز و محور بہ نامِ فتح و شکست
 اے کربلا ترا دارو مدار کس پر ہے
 سلام بھیجا ہے زینبؓ نے کس آمد پر
 یہ کس کے خون سے رومالِ فاطمہؓ تر ہے
 خدا گواہ خدا سوگوار ہے حُر کا

میں کون ہوں جو بتاؤں تمہیں کہ کون ہے وہ
 سکوتِ خیمہ شہہ کا دیا ہے کون ہے حُر
 رکوع ہے کہ ہے سجدہ قیام ہے کہ دوام
 کہ جانے حاصل کرب و بلا ہے کون ہے حُر
 اُسی سے پوچھو جسے انتظار ہے حُر کا

عمل کی گٹھڑی وہیں رکھ دی حُر نے ہاتھوں سے
 جس ایک لمحے میں نیت نے گھر کیا دل میں
 جس ایک لمحے نے یکسر بدل دیا حُر کو
 جس ایک لمحے شفاعت نے در کیا دل میں
 جس ایک لمحے پہ دار و مدار ہے حُر کا

میں لڑ رہا ہوں جو حرص و ہوا کے لشکر سے
 قسم ہے حُر کی اکیلا مگر نہیں ہوں میں
 ہر ایک ضرب پہ حاصل ہے مجھ کو حُر کی مدد
 ادھر بھی چھایا ہوا ہوں جدھر نہیں ہوں میں
 کہ ہوں پناہ میں جس کی حصار ہے حُر کا

حوالے حُر کے کر انگشتِ حرفِ بینِ وجود
 کہ جو بنا دے تجھے حرف سے کتابِ نوید
 عطا کرے جو تجھے نفسِ مطمئن کا سراغ
 نگاہِ حُر سے طلب کر وہ اضطرابِ نوید
 نمودِ شعلہ ہے جس میں شرار ہے حُر کا

ماتمی

آؤ بتلاتا ہوں تم کو میں کہ کیا ہے ماتمی
سایہ زینبؑ میں زہراً کی دُعا ہے ماتمی

صرف زہراً کو ہے اس کی قدر و قیمت کی خبر
عقل کے ادراک سے تو ماؤرا ہے ماتمی

آسماں پر جب نیا تارا کوئی ظاہر ہوا
بول اٹھے عرش و زمیں پیدا ہوا ہے ماتمی

تیز ہوتی جارہی ہے دم بہ دم ماتم کی لے
حلقہ ماتم میں کوئی آرہا ہے ماتمی

کس طرح سے رہ کے زندہ رزق پاتے ہیں شہید
کیسے یہ جانے کوئی کیا پارہا ہے ماتمی

بے بشارت کوئی کیا جانے ہے کیا اجرِ عظیم
کیا خبر بے ماتمی کو ہائے کیا ہے ماتمی

وا حسینا کہہ کے روئے مشرقین و مغربین
ماتمی سے جب کوئی آکر ملا ہے ماتمی

اُس کے دامن تک نہ اٹھ کر گردِ دنیا آسکی
جیسا آیا ویسا دنیا سے گیا ہے ماتمی

نوری و خاکی سمجھ کر جاننا آساں نہیں
جانے کس ترکیب و طینت سے بنا ہے ماتمی

کیا کہوں میں چلتا پھرتا اک عزاخانہ ہے وہ
کربلا جس میں دکھے وہ آئینہ ہے ماتمی

دو سروں کے درمیاں ہے عالم ہست و وجود
اک سرا وحدانیت ہے اک سرا ہے ماتمی

روشنی سے اپنی ہی روشن ہے جو روشن ضمیر
ہر عزاء کی انجمن کا وہ دیا ہے ماتمی

چھوڑ دے کرسی ذرا اے عرش کر جھک کر سلام
خون میں اپنے ہی ڈوبا آرہا ہے ماتمی

کیا حصار لفظ میں آئے بیاں اُس کا نوید
میں نے جو لکھا ہے اُس سے بھی سوا ہے ماتمی

یا حسینؑ

اللہ جو کرے وہ عبادت ہے یا حسینؑ
 قرآن جو کرے وہ تلاوت ہے یا حسینؑ
 بھیجی ہے جو خدا نے شریعت ہے یا حسینؑ
 جو اولیاء کی ہے وہ طریقت ہے یا حسینؑ
 جو وحد ہو ہے وہ احدیت ہے یا حسینؑ
 عصمت ہے یا حسینؑ ولایت ہے یا حسینؑ
 حجت ہے یا حسینؑ وہ آیت ہے یا حسینؑ
 جس پر ملی نبی کو رسالت ہے یا حسینؑ
 اسلام یا حسینؑ ہدایت ہے یا حسینؑ
 اتمام دیں ہے جس پہ وہ نعمت ہے یا حسینؑ
 جو فاطمہؑ کی ہے وہ ریاضت ہے یا حسینؑ
 زینبؑ کے دل میں ہے جو وہ حسرت ہے یا حسینؑ
 فوجِ خدا کی ہے جو وہ رایت ہے یا حسینؑ
 غازی کے بازوؤں میں جو قوت ہے یا حسینؑ

فقرِ علی ہے گریہِ عصمت ہے یا حسین
 یعنی امامِ عصر کی نیت ہے یا حسین
 نصرت ہے یا حسین نیابت ہے یا حسین
 آدم کو جو ملی ہے وہ خلعت ہے یا حسین
 جو نوح کو ملی ہے وہ حالت ہے یا حسین
 داؤد کو ملی ہے جو سورت ہے یا حسین
 یوسف کو جو ملی ہے جو نسبت ہے یا حسین
 جو ہے ملی خلیل کو دولت ہے یا حسین
 موسیٰ کو جو ملی ہے وہ ہیبت ہے یا حسین
 عیسیٰ کو جو ملی ہے وہ غربت ہے یا حسین
 ساکن ہے جس پہ عرش سکونت ہے یا حسین
 افلاک میں ہے جس سے کہ حرکت ہے یا حسین
 قائم ہے جس پہ کن وہ حرارت ہے یا حسین

یومِ الستِ یومِ قیامت ہے یا حسین
حق کی رضا ہے اجرِ رسالت ہے یا حسین
اس زندگی کی ایک ہی اجرت ہے یا حسین
اس کائنات گن کی ضرورت ہے یا حسین
یعنی نوید میری ریاضت ہے یا حسین

نوحہ

اے خدا کیا راز تھا کیوں بُت بنا دیکھا کیا
کس لئے زینبؓ کو ہوتے بے ردا دیکھا کیا

بازوئے زینبؓ رسن میں پُشت پر جکڑے ہوئے
میرے منہ میں خاک ہائے تو یہ کیا دیکھا کیا

اس میں کیا حکمت تھی تیری بول اے ربِّ رحیم
تیر کی زد پر جو ننھا سا گلا دیکھا کیا

ماورائے عقل ہے جو مصلحت کیا تھی تری
سینۂ اکبرؓ میں کیوں نیزہ گڑا دیکھا کیا

لاشہ شہیرؑ رونا جا رہا تھا جس گھڑی
اس گھڑی زینبؑ کو تو دیتے صدا دیکھا کیا

خاک پر پیاسا تڑپتا تھا وہ نفسِ مطمئن
اور تو بیٹھا تماشاۓ رضا دیکھا کیا

دو خدا ہوتے تو میں مان لیتا بے دھڑک
اک خدا کو زیرِ نجر اک خدا دیکھا کیا

میں یہ کیسے مان لوں رہتا ہے جس شہہ رگ میں تو
تو اسی شہہ رگ سے خون بہتا ہوا دیکھا کیا

کیا ستم ہے یہ بہا جس پر مسیحا کا لہو
ہائے تو اُس خاک میں رنگِ شفا دیکھا کیا

جس فنا نے نذرِ آتش کر دیا زہراً کا گھر
اُس فنا میں ہائے تو اپنی بقا دیکھا کیا

رکھ کے جس دامن میں سرِ شہیرا کو آتا تھا چین
ہائے اُس دامن کو تو جلتا ہوا دیکھا کیا

دیکھ کر شامِ غریباں کا اندھیرا اے خدا
کچھ نہ دیکھا بس میں تیرا دیکھنا دیکھا کیا

ضعفِ گریہ نے مری بینائی لے لی اے نوید!
اور اک تیرا خدا جو کربلا دیکھا کیا

جوابِ نوحہ

مرا نوحہ بھی سُن اپنا تو نوحہ کر لیا تو نے
تجھے معلوم کیا غفلت کے مارے کیا کیا تو نے

بتا شہیرؑ میں اور مجھ میں تو نے کیا دوئی دیکھی
تری غفلت جو رکھا درمیاں یہ فاصلہ تو نے

جو ”میں“ میں ”تو“ کو کر دو جمع ہوگا اس کا حاصل ”میں“
وہ ہے ”میں“ اور میں ہوں وہ ابھی سمجھا ہے کیا تو نے

میں ہوں کعبہ تو وہ قبلہ، عبادت میں تو وہ سجدہ
اسے مجھ سے مجھے اُس سے کیا کیسے جدا تو نے

وہ میں ہی تھا صدا دیتا تھا جو حلقِ بُریدہ سے
تہہ خنجر تھا میرا استغاثہ جو سُنا تو نے

یہ کیا لبیک کہہ کر ہاتھ خود ہی رکھ لیا سر پر
بتا کب اپنے سر کو ہاتھ پر اپنے رکھا تو نے

نہ رکھا قاتل و مقتول میں کچھ فرق تو نے کیوں
مرا حرص و ہوا پر بھی مرا غم بھی کیا تو نے

تو خود کو کیسے ڈھونڈے گا تو مجھ کو کیسے پائے گا
کہ نفس اندر تو خواہش کا اندھیرا بھر لیا تو نے

تجھے دینے کو غم میں نے رکھا تھا سر تہہ خنجر
مرے غم کی بھی نعمت میں نہ ڈھونڈا تزکیہ تو نے

تری حالت پہ وقتِ عصر میں کیا کیا نہ خوں اُگلا
مری غربت پہ رو کر لیا کیسا مزا تو نے

کب ان تیروں کا غم ہے درد ان زخموں کا ہے مجھ کو
نہ کر کے آپ کی اصلاح جو زخمی کیا تو نے

(نامکمل)

کربلا ہوگئی تیار

کربلا ہوگئی تیار کوئی ہے تو چلے
مرضی رب کا خریدار کوئی ہے تو چلے

پھینک کر اپنی سپر کھول کے سب بندِ زرہ
توڑ کر زانو پہ تلوار کوئی ہے تو چلے

ہے کوئی شہہ کے گلے کی جگہ رکھے جو گلا
ہے رواں خنجرِ خوانخوار کوئی ہے تو چلے

شہہ پہ چلتے ہوئے تیروں کو بدن پر کھانے
روکنے حلق پہ تلوار کوئی ہے تو چلے

ہے وہی بیعت و سر بیچ صدائے انکار
ہے کوئی صاحبِ انکار کوئی ہے تو چلے

عصر کا ڈوبتا سورج یہ صدا دیتا ہے روز
منتظر ہیں شہہ ابرار کوئی ہے تو چلے

فجر ہو ظہر ہو یا عصر ہو مغرب کہ عشاء
استغاثہ ہے لگاتار کوئی ہے تو چلے

روند کر حرص و ہوا جاہ و حشم منصب و مال
پیرو حُرّ جگر دار کوئی ہے تو چلے

جھلملا کر جو ہوا صبح کا تارا خاموش
حڑ نے مڑ کر کہا اک بار کوئی ہے تو چلے

رات بھر حڑ کی صدا آتی ہے کانوں میں نوید
شبِ عاشور کا بیدار کوئی ہے تو چلے

کربلا ہو چکی ہے، کربلا ہو رہی ہے،
کربلا ہونی ہے

جانے والوں کے لئے، بسنے والوں کے لئے آنے والوں کے لئے
کربلا ہو چکی ہے، کربلا ہو رہی ہے، کربلا ہونی ہے

کربلا کب ہے زماں، کربلا کب ہے مکاں، روح تہذیب جہاں
آشنا ہو چکی ہے، آشنا ہو رہی ہے، آشنا ہونی ہے

کربلا حڑ کی پسند، کربلا حڑ کی زقت، ہر زمانے سے بلند
یہ پیا ہو چکی ہے، یہ پیا ہو رہی ہے، یہ پیا ہونی ہے

کربلا حڑ کا ہے ناز، کربلا حڑ کا نیاز، کربلا حڑ کی نماز
جو ادا ہو چکی ہے، جو ادا ہو رہی ہے، جو ادا ہونی ہے

حڑ سے مستانے کی راکھ، حڑ سے فرزانے کی راکھ، حڑ سے پروانے کی راکھ
 کیمیا ہو چکی ہے، کیمیا ہو رہی ہے، کیمیا ہونی ہے

ہے جوہل من کی صدا، ہے وہی گن کی صدا، جزو کی گل کی صدا
 یہ صدا ہو چکی ہے، یہ صدا ہو رہی ہے، یہ صدا ہونی ہے

تم کہیں تھے کہ نہیں، تم کہیں ہو کہ نہیں، کہیں ہو گے کہ نہیں
 ابتدا ہو چکی ہے، ابتدا ہو رہی ہے، ابتداء ہونی ہے

ہمیرتی ہوں کہ کیت ہوں وہ دعبیل کہ انیس، ہوں فرزوق کہ نوید
 ہاں عطا ہو چکی ہے، ہاں عطا ہو رہی ہے، ہاں عطا ہونی ہے